کرب و انتشار کے بادل چھانٹنے اور فکر و غم کو غلط کر دینے والی ایک بے نظیر تحریر

اور مشکل آسان ہو گئی

تصنیف
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ و تخریج
مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

نعمانی بک ڈپو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرب وانتشار کے بادل کیسے چھنٹیں؟ غم روزگار کا مداوا کیسے ہو؟، اور غیبی نصرت وفتح کا حصول کیوں کر ہو؟، فتح مشکلات اور کشف مہمات کے لیے ایک تیر بہدف تحریر

رنج سے خوگر ہوا اِنساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اِتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

الأَرَجُ بَعْدَ الفَرَجِ

اور مشکل آسان ہوگئی

تصنیف لطیف: إمام جلالُ الدِّین السُّیُوطی رحمہ اللّٰہ ورضی عنہ (۹۱۱ھ)

-: ترجمہ وتلخیص :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

بِأَبِي أَنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الأُمِّيُّ

تفصیلات

کتاب : الأرج بعد الفرج

کتاب : 'اورمشکل آسان ہوگئی'

تالیف : اِمام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

ترجمہ : ابورِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی.................

پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
پرنسپل: جامعۃ المصطفیٰ، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ
afrozqadri@gmail.com

تصویب : علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری-مدظلہ النورانی-

کتابت : قادری کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ سینٹر، چریاکوٹ، مئو

صفحات : چھیانوے (۹۶)

اِشاعت : ۲۰۱۳ء - ۱۴۳۴ھ

قیمت : /روپے

تقسیم کار : کمال بک ڈپو، نزد جامعہ شمس العلوم، گھوسی، مئو، یوپی، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّکَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ o

فہرست

دردِ دل

نحمده ونصلي ونسلم علىٰ رسوله الكريم وعلىٰ آله وصحبه أجمعين .

دعاؤں کی اپنی ایک اہمیت ہے جس سے اِنکار نہیں کیا جاسکتا۔ دعا ایک مکمل اور پختہ وسیلہ ہے۔ دعا بندے کا اپنے مولا سے بہترین رابطہ ہے۔ یہ نہ صرف مومن کا ہتھیار بلکہ خود مستقل عبادت بھی ہے۔ یوں تو ہر مخلوق، اِنسان کی اِک اِک سانس اور دنیا کی جملہ نعمتیں خالق کائنات کی رحمت وعنایت ہی کی بدولت ہیں؛ مگر مشکل اور پریشانی کے وقت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توجہ اور رحمتِ خاص' دعا ومناجات کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا والتجا کرنا محبوبانِ بارگاہ کا ہمیشہ سے پسندیدہ عمل رہا ہے۔

عالمی منظر نامہ پر نگاہ رکھنے والوں کو معلوم ہوگا کہ آج مغربی دنیا میں خودکشی کا رُجحان بلاے بے درماں کی مانند اِسی لیے بڑھتا چلا جارہا ہے کہ اُن کے پاس ظاہری جملہ اسلحے ہونے کے باوجود دُعا کا باطنی اور حقیقی اَسلحہ موجود نہیں، جس کے باعث حوادثِ روزگار سے بیزار ہوکر اور شدائدِ زندگی سے اُوب کر آئے دن وہ وادیِ ہلاکت میں اُترتے نظر آرہے ہیں؛ مگر ایک مومن پر جب رنج والم کا بادل منڈلاتا ہے، اور آفات وبلیات اس پر حملہ آور ہوتی ہیں تو وہ دعا ومناجات کا سہارا لے کر مصائب وآلام کے گرداب سے بحفاظت باہر نکل آتا ہے۔

مختصر یہ کہ دعا اپنے دامن میں اس قدر خوبیاں اور فوائد سمیٹے ہوئے ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی مذہب ایسا ہو جس نے دعا کی ترغیب نہ دی ہو۔ قرآنِ کریم بھی اہل اسلام کو کئی مقام پر دعا کی تعلیم دیتا نظر آتا ہے۔ گویا دعا اُن اہم عبادات میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاص حکم دیا ہے، اور پھر اس کریم نے اس کی قبولیت کا بھی وعدہ فرمایا ہے؛ نیز اس سے اِعراض کرنے والوں کو سخت وعید سنائی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے :

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُونَ

عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ o (سورۂ غافر: ۶۰/۴۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے: تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو میں ضرور قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری بندگی سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں ذلیل ہوکر داخل ہوں گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ o (سورۂ بقرہ: ۱۸۶/۲)

اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے، پس انہیں چاہیے کہ میری فرماں برداری اِختیار کریں اور مجھ پر پختہ یقین رکھیں تا کہ وہ راہِ (مراد) پا جائیں۔

ایک اور جگہ اِرشاد ہوتا ہے :

أَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ o (سورۂ نمل: ۶۲/۲۷)

بلکہ وہ کون ہے جو بے قرار شخص کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور فرماتا ہے اور تمہیں زمین میں (پہلے لوگوں کا) وارث و جانشین بناتا ہے؟۔

مزید فرمایا :

ادْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً ، اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ o (سورۂ اعراف: ۱۸۶/۷)

تم اپنے رب سے گڑگڑا کر اور آہستہ (دونوں طریقوں سے) دعا کیا کرو، بے

شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دعا ہمارے اِرادوں، آرزوؤں اور خواہشوں میں قوت وتوانائی پیدا کرتی، اور راہِ عمل میں پیش آنے والی مشکلات اور رنج وآلام کو دور کرنے میں اہم کردار اَدا کرتی ہے۔ دعا سے چوں کہ دل کو طمانیت وسکون کی دولت نصیب ہوتی ہے؛ اس لیے بیماری ہو یا بے قراری اہل ایمان ہر حال میں اللہ رحمٰن ورحیم کے سامنے ہی دست بدعا ہوتے ہیں۔ یہ پکار دل کی گہرائیوں سے آپ ہی آپ نکلتی ہے اور پھر یہ مشکلات میں چارہ گر دوست، بیماری میں دردمند ماہر طبیب اور درد سے کراہتے انسانوں کے لیے مہربان نرس کی مرکز توجہ بن جاتی ہے؛ اور حقیقی مشکل کشا، حاجت روا، اور شفا رسا تو وہی قادرِ مطلق ہے۔

گویا اللہ پر بھروسے اور سہارے کے بغیر نہ تو کوئی معالج' معالج رہتا ہے اور نہ کوئی چارہ گر' چارہ گر۔ علاج اور شفا کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسے اور اس کی اِعانت کی اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جتنی کہ دوا اور مادّی تدابیر کی۔

حدیث پاک میں بھی جابجا دعا ومناجات کی تاکید آئی ہے، اور بہت سی مشکل گھڑیوں میں خود تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' احکم الحاکمین کی بارگاہ میں خصوصی طور پر دعا مانگتے نظر آتے ہیں؛ جس میں اُمت کے لیے تعلیم ہے کہ وہ بھی پروردگارِ عالم سے اپنا تعلق اُستوار رکھیں اور اس سے دعائیں کرتے رہا کریں۔ دنیا کے تمام مذاہب میں دعا کا تصور موجود رہا ہے؛ لیکن اسلام کا اختصاص یہ ہے کہ اس نے دعا کو مستقل عبادت کا درجہ دیا ہے۔ ارشادِ ہدایت بنیاد ہے :

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ . (۱)

یعنی دعا عبادت ہی ہے۔

(۱) سنن ابوداوٗد:۴/۴۹۳ حدیث:۱۴۸۱...... سنن ترمذی:۱۱/۲۰۱ حدیث:۳۲۳۲...... سنن ابن ماجہ:۱۱/۴۲۵ حدیث:۳۹۶۰...... صحیح ابن حبان:۳/۱۷۲ حدیث:۸۹۰...... مسند شہاب قضاعی:۱/۵۲ حدیث:۳۰۔

دعا نہ صرف یہ کہ خود عبادت ہے بلکہ عبادت کا خلاصہ اور مغز ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ . (۱)

یعنی دعا عبادت کا مغز اور نچوڑ ہے۔

مذکورہ احادیث نبوت کو ملاحظہ فرمائیں کہ اِنسان اللہ رب العزت سے مانگ تو اپنی ضروریات رہا ہے مگر پہلی حدیث میں اس کے مانگنے کو عبادت قرار دیا جارہا ہے۔ جب کہ دوسری حدیث میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر دعا کو عبادت کا بھی جوہر بتایا جارہا ہے۔ اسے کہتے ہیں: ’آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام‘۔ اور چونکہ دعا عبادت کی بھی اعلیٰ ترین شکل ہے؛ اس لیے ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا :

لیسَ شَییءٌ أكرَمَ عَلَى اللّٰهِ تعالیٰ مِن الدُّعَاء . (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ معزز ومحترم نہیں ہے۔

اور جب دعا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قدر ومنزلت والی چیز ہے تو وہ بندہ بھی خود بخود معزز بن جاتا ہے جو کثرت سے دعا مانگتا ہے۔ اللہ رب العزت نے چوں کہ دعا کو اپنی عطاؤں کا ذریعہ بنایا ہے؛ اس لیے وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بندہ اس سے زیادہ سے زیادہ مانگے، اور زیادہ سے زیادہ عنایاتِ ربانی اور نوازشاتِ رحمانی کا مستحق بنتا چلا جائے؛ چنانچہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

سِلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أنْ يُّسْئَلَ وأفضل العبادة انتظار الفرج . (۳)

---

(۱) سنن ترمذی: ۱۲/۲۶۲ حدیث: ۳۶۹۸ ...... معجم اوسط طبرانی: ۷/۲۹۴ حدیث: ۳۳۲۴۔

(۲) ترمذی: ۱۲/۲۵۹ حدیث: ۳۶۹۶ ...... ابن ماجہ: ۱۱/۴۲۶ حدیث: ۳۹۶۱ ...... مسند احمد: ۱۹/۱۳ حدیث: ۸۹۸۲۔

(۳) سنن ترمذی: ۱۳/۱۱۳ حدیث: ۳۹۱۹ ...... مسند احمد بن حنبل: ۲/۳۰۶ حدیث: ۸۰۵۰ ...... معجم کبیر طبرانی: ۸/۴۳۱ حدیث: ۹۹۴۳ ...... شعب الایمان بیہقی: ۳/۱۸۰ حدیث: ۱۱۳۳۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو؛ بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے (اور مانگا جائے)۔ اور بہترین عبادت (صبر کے ساتھ) فراخی کا اِنتظار ہے۔

اور دوسری طرف نہ مانگنے والوں کے حوالے سے فرمایا :

مَنْ لاَ یَدعُو [یَسألِ] اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْه . (۱)

یعنی جو شخص اللہ سے دعا نہ مانگے، اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

یاابن آدم إنک إن سألتني أعطیتک وإن لم تسئلني غضبت علیک .

یعنی اے ابن آدم! اگر تو مجھ سے مانگے تو میں تجھے دوں گا اور اگر نہیں مانگے گا تو میں تجھ سے ناراض ہوں گا۔

چنانچہ حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چھوٹی بڑی حاجت اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مانگنے کی ترغیب دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

لِیَسْئَلْ أحَدُکُمْ رَبَّهٗ عزوجل حَاجَتَهٗ کُلَّهَا حَتیٰ یَسألَ شِسْعَ نَعْلِهٖ إذَا انْقَطَعَ . (۲)

یعنی تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب سے مانگے حتیٰ کہ جب اُس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹے تو وہ بھی اُسی سے مانگے۔

(۱) سنن ترمذی: ۲۶۵/۱۲ حدیث: ۳۷۰۰...... مستدرک حاکم: ۳۵۴/۴ حدیث: ۱۷۶۱...... مسند ابویعلی موصلی: ۴۰۰/۱۳ حدیث: ۶۵۱۷۔

(۲) سنن ترمذی: ۱۸۱/۱۳ حدیث: ۳۹۶۲...... صحیح ابن حبان: ۱۷۷/۳ حدیث: ۸۹۴...... مسند ابویعلی موصلی: ۱۳۰/۶ حدیث: ۳۴۰۳...... معجم کبیر طبرانی: ۳۴۰/۱۴ حدیث: ۱۶۳۲۷...... شعب الایمان بیہقی: ۱۷۴/۳ حدیث: ۱۱۲۷...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۱۳/۱۱ حدیث: ۱۷۲۲۱۔

دعا اِنسان کے لیے کیا کچھ کرسکتی ہے، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے لگائیں :

لاَ يَرُدُّ الْقَضَاءَ إلاَّ الدُّعاءُ وَلاَ يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ اِلاَّ الْبِرُّ. (۱)

یعنی دعا کے علاوہ کوئی چیز تقدیر کو نہیں بدل سکتی، اور نیکی ہی سے عمر بڑھتی ہے۔

دوسری جگہ اِرشاد فرمایا :

لَنْ يَّنْفَعَ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ وَلٰكِنِ الدُّعَاءُ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ بِالدُّعَاءِ عِبَادَ اللّٰهِ ! . (۲)

یعنی کوئی بچانے والی چیز تقدیر کے معاملے میں کام نہیں دیتی؛ مگر دعا سب معاملات میں نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکے ہیں اور جو ابھی نازل نہیں ہوئے۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو۔

ایک جگہ تقدیر بدل نسخہ اور عمر میں اِضافے کا گُر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

لا يَرُدُّ القضاءَ إلَّا الدعاء ولا يَزيدُ في العُمُرِ إلا البِرُّ . (۳)

یعنی تقدیر کو دعا کے بغیر کوئی چیز نہیں پھیر سکتی، اور عمر کو حسن سلوک کے سوا کوئی چیز زیادہ نہیں کرسکتی۔

دعا کی اِتنی زیادہ اہمیت کے پیشِ نظر دعا سے محروم لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے حضور تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

(۱) سنن ترمذی:۲۷۸/۸ حدیث:۲۲۸۹......مسند بزار:۵۰۱/۶ حدیث:۲۵۴۰......مسند شہاب قضاعی:۳۵/۲ حدیث:۵۴۵......معجم کبیر طبرانی:۶۳/۶ حدیث:۶۰۰۵......مشکل الآثار طحاوی:۹۲/۷ حدیث:۲۶۰۵۔

(۲) مسند احمد بن حنبل:۲۳۴/۵ حدیث:۲۲۰۹۷......مسند شہاب قضاعی:۳۲۱/۳ حدیث:۸۰۴......مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:۸/۱۱ حدیث:۱۷۱۹۱......معجم کبیر طبرانی:۱۰۳/۲۰ حدیث:۱۶۹۵۸۔

(۳) سنن ترمذی:۲۷۸/۸ حدیث:۲۲۸۹......سنن ابن ماجہ:۱۰۶/۱ حدیث:۹۵......مسند احمد بن حنبل:۱۸/۴۹ حدیث:۲۳۰۴۹......مستدرک حاکم:۳۶۱/۴ حدیث:۱۷۶۸......شعب الایمان بیہقی:۱۸۸/۲۱ حدیث:۹۸۶۸......مسند شہاب قضاعی:۲۷۸/۳ حدیث:۷۷۵......مشکل الآثار طحاوی:۹۲/۷ حدیث:۲۶۰۵۔

إنَّ أعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ فِي الدُّعَاءِ . (۱)

یعنی بے شک لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز (قابل ترس) وہ شخص ہے جو دعا میں عاجزی کرتا ہے۔(یعنی سستی و کاہلی کی وجہ سے دعا نہیں مانگتا)۔

جہاں دعا کی اِتنی اہمیت وعظمت ہے وہیں ساتھ میں یہ بات بھی اتنی ہی اہم ہے کہ دعا کے ساتھ اس کی قبولیت کا بھی یقین کامل رکھا جائے، ایسا نہ ہو کہ یوں ہی لاپرواہی کے انداز میں اور محض رسمی طور پر ہاتھوں کو اُٹھا دیا جائے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ o (سورۂ بقرہ:۲/۱۸۶)

یعنی میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔

لٰہذا پکارنے والے کو پختہ یقین رکھنا چاہیے کہ اس کی ہر بات کو سنا جارہا ہے اور صرف سنا ہی نہیں جارہا بلکہ اس کا جواب بھی دیا جارہا ہے۔یہی نہیں بلکہ اسے قبول بھی کیا جارہا ہے؛ چنانچہ دوسرے مقام پر اِرشاد فرمایا :

اُدْعُونِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ o (سورۂ غافر:۴۰/۶۰)

تم لوگ مجھ سے دعا کیا کرو، میں ضرور قبول کروں گا۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حکم دیا لیکن اس کی قبولیت کا وعدہ نہیں فرمایا؛ لیکن دعا کا حکم دیتے ہوئے ساتھ ہی وعدہ بھی فرمالیا کہ میں قبول کروں گا تاکہ بندہ مکمل طور پر یکسوئی، اِطمینان اور کامل یقین کی حالت میں دعا مانگے۔حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بات آگے بڑھاتے ہوئے ارشادفرمایا :

اُدْعُوا اللّٰهَ وَأنْتُمْ مُوقِنُونَ بِالإجَابَةِ . (۲)

(۱) معجم کبیر طبرانی:۲۰/۵۷حدیث:۱۳۳۴......شعب الایمان بیہقی:۱۸/۲۷۶حدیث:۸۵۰۶۔

(۲) سنن ترمذی:۱۲/۴۴۴حدیث:۳۸۱۶......مسند احمد بن حنبل:۲/۱۷۷حدیث:۶۶۵۵......مستدرک:۴/۳۶۴حدیث:۱۷۷۱......معجم کبیر طبرانی:۲۰/۳۷حدیث:۱۲۹۲......مجمع الزوائد:۱۱/۱۰حدیث:۱۷۲۰۲۔

یعنی اللہ سے دعا مانگا کرو، اس حال میں کہ تمہیں قبولیت کا مکمل یقین ہو۔

یہاں جو لفظ 'موقنون' اِستعمال ہوا ہے وہ لفظ ایقان سے ہے اور ایقان عربی زبان میں یقین کے اُس اعلیٰ ترین درجہ کو کہتے ہیں جہاں شک وشبہہ کی اَدنیٰ سی گنجائش بھی نہ ہو۔ قبولیت کے اس یقین کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کے خزانے میں ہر چیز وافر مقدار میں موجود ہے۔ ساری مخلوقات کو دے کر بھی اس کے خزانے میں ایک ذرہ بھر کمی نہیں آتی؛ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اِرشاد فرمایا :

يَا عِبَادِي لَو أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَجِنَّكُمْ وَإِنْسَكُمْ اِجْتَمَعُوْا فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ فَسَئَلُوْنِي جَمِيْعًا فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَسْئَلَتَهُ لَمْ يَنْقُصْ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا غَمَسَ الْبَحْرِ . (۱)

یعنی اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے، جن وانس ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور سب مجھ سے مانگیں اور میں اُن میں سے ہر ایک کا سوال پورا کردوں تو یہ دینا میرے خزانے میں کمی نہیں کرے گا؛ مگر اتنی جتنی کہ سمندر میں ڈبونے سے سوئی سمندر کے پانی میں کمی کرے گی۔

ایک طرف تو اُس خزانے بھرے ہوئے ہیں اور دوسری طرف وہ ذات اپنے بندوں کے ساتھ حد درجہ مہربان اور قدر دان ہے؛ چنانچہ بندوں کے اُٹھے ہوئے ہاتھ واپس لوٹانا اُس کی بندہ پروری کو گوارا ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ لَيَسْتَحْيِي أَنْ يَّبْسُطَ الْعَبْدُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ لِيَسْأَلُهُ خَيْرًا فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ . (۲)

(۱) مستدرک حاکم: ۴۶۸/۱۷ حدیث: ۷۷۱۴...... شعب الایمان بیہقی: ۱۲۰/۱۵ حدیث: ۶۸۲۳...... سنن ترمذی: ۳۹۶/۹ حدیث: ۲۶۸۳...... مسند ابو یعلی موصلی: ۱۰/۵ حدیث: ۲۶۱۸۔

(۲) مسند احمد بن حنبل: ۴۳۸/۵ حدیث: ۲۳۷۶۵...... مستدرک حاکم: ۶۷۵/۱ حدیث: ۱۸۳۰...... کنز العمال: ۶۹/۲ حدیث: ۳۱۶۵...... جمع الجوامع سیوطی: ۸۷۳۴/۱ حدیث: ۲۵۲۰۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کو اس بات سے حیا آتی کہ بندہ اس کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا کر بھلائی کا سوال کرے اور اللہ تعالیٰ اُن ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

ویسے بھی ایمان والوں کو ہر حال میں اللہ رب العزت کی بارگاہ سے پُر امید رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں اِرشاد فرمایا گیا :

لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ o (سورۂ زمر:۳۹/۵۳)

تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

اور حدیثِ قدسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا :

أَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِيۡ بِيۡ . (۱)

یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہی اُس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔

چنانچہ جو بندہ جیسا گمان اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ویسا ہی سلوک اُس کے ساتھ کرتا ہے؛ لہٰذا جو بندہ دعا کی قبولیت کا یقین رکھے گا اس کے لیے قبولیت یقینی ہے؛ لیکن یہاں یہ بات اہم ہے کہ بندہ اپنے محدود علم کی بنا پر کبھی کوئی ایسی چیز مانگ رہا ہوتا ہے جو اُس کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے، کبھی وہ کسی معاملے میں جلد بازی کا مظاہرہ کر رہا ہوتا ہے؛ چنانچہ اللہ رب العزت کی طرف سے دعا کی قبولیت کا وعدہ تو ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ بندے کی سوچ کے مطابق ہی ہو۔

اللہ رب العزت کی ذات بندے کی مصلحت اور بھلائی کو بندے سے زیادہ بہتر جانتی ہے؛ چنانچہ وہ خود ہی فیصلہ کرتی ہے کہ کس دعا کو کس انداز میں قبول کرنا ہے۔حضور رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبولیت کی تین شکلیں بیان فرمائی ہیں :

من دعا بدعوة ليس فيها إثم ولا قطعية رحم أعطاه الله عزوجل إحدىٰ ثلاث: اما أن يغفر له بها ذنبا قد سلف، وأما

---

(۱) صحیح بخاری:۶/۲۶۹۴ حدیث:۶۹۷۰......صحیح مسلم:۴/۲۰۶۷ حدیث:۲۶۷۵......سنن ترمذی:۹/۲۱۴ حدیث:۲۵۶۴......سنن ابن ماجہ:۱۱/۴۱۶ حدیث:۳۹۵۴......صحیح ابن حبان:۲/۴۰۱ حدیث:۶۳۳۔

أن يعجلها له في الدنيا، وأما أن يدخرها له في الأخرة .(۱)

یعنی جو آدمی ایسی دعا مانگے جس میں نہ کوئی گناہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلے میں تین میں سے ایک چیز ضرور دیتا ہے یا اس دعا کی وجہ سے اس کا کوئی سابقہ گناہ معاف کر دیا جاتا ہے یا اسے وہ چیز (جو اس نے مانگی ہے) فوراً دنیا میں دے دی جاتی ہے یا یہ دعا اس کے لیے آخرت میں ذخیرہ کر لی جاتی ہے۔(۲)

الغرض! دعا لمحہ بہ لمحہ ہماری زندگی کی ساتھی اور انیس جاں ہے۔ یہ نہ صرف زندگی میں ہمارا سہارا بنتی ہے بلکہ عالم برزغ میں بھی ہماری ترقی مدارج کا باعث بنے گی۔ سرکار دو عالم محسن انسانیت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں :

يا ابن آدم إنک ما دعوتني ورجوتني غفرت لک علیٰ ما كان فيک ولا أبالي. يا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لک ولا أبالي. يا ابن آدم إنک لو أتيتني بقراب الأرض خطايا ثم لقيتني لا تشرک بي شيئا لأتيتک بقرابها مغفرة .

یعنی اے اولادِ آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور اُمید رکھے گا جو کچھ بھی تو کرتا رہے میں تجھے بخشتا رہوں گا، اور مجھے کوئی پروا نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کے بادلوں تک پہنچ جائیں، پھر بھی تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کے برابر گناہ بھی لے کر میرے پاس آئے پھر مجھے اس حالت میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا تو یقیناً میں زمین بھر کے برابر تجھے بخشش عطا کروں گا۔

(۱) مسند شامیین: ۵۳/۴ حدیث: ۲۷۱۰...... معجم اوسط طبرانی: ۵/۱۰۷ حدیث: ۴۵۲۱۔
(۲) ماہنامہ منہاج القرآن، لاہور: ۴۳ تا ۴۵، مضمون نگار: شیخ شفاقت علی ازہری۔

مستزاد یہ کہ دعا اور مناجاتیں خداوند عالم سے معنوی اِرتباط قائم کرنے، تہذیب نفس اور اپنے باطن کی پاکیزگی کا بہترین وسیلہ بھی ہیں۔

دوائے دل: جسمانی بیماری، مالی پریشانی، کاروباری نقصان، اور عزیزوں کی جدائی جیسے حادثات اور پریشانیوں کی صورت میں قرآن کریم میں مسلمانوں کو سات باتوں کا حکم دیا گیا ہے :

یقین ورضا: ایک مسلمان کو اپنا یہ یقین تازہ کرلینا چاہیے کہ دنیا کی زندگی اور اس کی تکلیفیں عارضی ہیں، آخرت کی زندگی اور اس کی راحتیں دائمی ہیں، ہم اور ہمارے پاس جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، جب مملوکہ چیز اپنے حقیقی مالک کے پاس چلی جائے تو کیسا غم اور کیسا افسوس؟ کہاں کا اعتراض اور کہاں کی ناراضگی؟؟۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ بھی حکمت سے خالی نہیں ؛ لیکن بسا اوقات یہ حکمت ہماری ناقص سمجھ میں نہیں آتی۔ ہوسکتا ہے کہ ہم کسی چیز کو ناپسند کریں؛ حالاں کہ وہ ہمارے لیے بہتر ہو، اور ممکن ہے کہ ہم کسی چیز کو پسند کریں اور وہ ہمارے لیے نقصان دہ ہو۔ اگر ہم اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہوں تو ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ نہ مردہ کو زندہ اور نہ ہی ہو جانے والے حادثے کو پیچھے لے جاسکتے ہیں۔

جب ایک مسلمان یقین ورضا کے جذبے کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہے، اس کی حمد وثنا کرتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے تو اسے وہ اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے جو کسی بھی شفاخانہ اور علاج گاہ میں دستیاب نہیں۔

صبر و اِحتساب: کسی بھی آزمائش، پریشانی، اضطراب اور مصیبت کا دوسرا علاج صبر جمیل اور احتساب ہے۔ صابرین سے اللہ محبت کرتا ہے، ان کو اللہ تعالیٰ کی معیت اور نصرت حاصل ہوتی ہے۔ مسلمان کو بیماری کے بعد صحت، تنگی کے بعد خوشحالی، اور شکست کے بعد فتح کی اُمید رکھتے ہوئے اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیے اور یہی صبر ہے۔ صبر کم

ہمتی، بزدلی، فرار، مایوسی، اور پستی سے سمجھوتہ کر لینے کا نام نہیں۔ صبر تو ہائے ویلا کیے بغیر جہد مسلسل کا نام ہے۔

اور احتساب کا معنی حصولِ ثواب کی نیت۔ یعنی مومن کو مصائب وآلام پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی اُمید رکھنی چاہیے؛ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: 'مسلمان کو جو بھی دکھ، تکلیف اور حزن وغم پہنچتا ہے؛ یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے'۔

محاسبۂ نفس: حوادث اور امراض وغیرہ پیش آنے کی صورت میں مسلمان کو اپنی حالیہ اور گزشتہ زندگی کا محاسبہ کرنا چاہیے اور مستقبل کے عزائم پر بھی تنقیدی نظر ضرور ڈالنی چاہیے اور اسے یہ جاننے کی کوشش کرنی چاہیے کہ کہیں یہ حوادث میرے گناہوں کا نتیجہ تو نہیں؛ کیوں کہ قرآن یہ بتاتا ہے کہ انسانوں پر پریشانیاں اور مصیبتیں ان کے اپنے کرتوتوں ہی کی وجہ سے آتی ہیں۔ جب اپنے گناہوں اور برے عزائم کا اِحساس ہو تو توبہ واستغفار میں ہرگز دیر نہ کرے؛ کیوں کہ استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے، بارش برستی ہے، مال واولاد میں برکت ہوتی ہے، رزق میں وسعت ہوتی ہے، غضب الٰہی سے نجات ملتی ہے، بند دروازے کھل جاتے ہیں اور زندگی کا سفر آسان ہو جاتا ہے۔

اِستقامت وتقویٰ: مخالف طبع اُمور پیش آنے کی صورت میں مسلمان کو استقامت اور تقویٰ پر کاربند رہنا چاہیے۔ استقامت تو اس لیے ضروری ہے کہ کارگاہِ حیات میں کامیابی حاصل کرنے کا سب سے مضبوط سبب استقامت ہی ہے۔ اصحابِ استقامت پر فرشتے اُترتے ہیں، انھیں جنت کی بشارت سناتے ہیں اور انھیں حزن وخوف سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

اس کے برعکس جن لوگوں میں اِستقامت کی کمی ہوتی ہے، وہ معمولی پریشانیوں سے گھبرا جاتے ہیں، اور دین یا دنیا کے کسی بھی شعبے میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتے!۔

تقویٰ اس لیے ضروری ہے کہ تقویٰ سعادت اور کامرانی کی کلید ہے؛ سورۂ طلاق میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ تقویٰ والوں کے لیے مصائب سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال دوں گا، اور انھیں ایسی جگہ سے رزق دوں گا جہاں سے انھیں وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔

دعاو توکل: مصائب اور حوادث میں ایک مسلمان کو پانچواں کام یہ کرنا چاہیے کہ وہ خوب خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اس سے سلامتی اور عافیت کی دعا کرے؛ جیسا کہ حضرت ایوب، حضرت یونس اور دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول رہا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کا وسیلہ اور واسطہ بنا کر دعا کرے تو مستحب ہے۔ مثلاً رزق کی تنگی کی صورت میں 'یارزاق'، دشمن کی طرف سے خطرہ کی صورت میں 'یاحفیظ'، ذہنی کمزوری کی صورت میں 'یاقوی' وغیرہ۔

یوں ہی اپنے کسی نیک عمل کا واسطہ دے کر بھی دعا کرنا مستحب ہے۔ دعا کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات پر توکل کرے؛ لیکن توکل کا مطلب' ترکِ اسباب نہیں بلکہ جائز اسباب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ مسبب الاسباب پر نظر رکھنا ہی 'توکل' ہے۔

ذہنی تیاری: اِبتلاء وآزمائش کی صورت میں ایک مسلمان کو ذہنی طور پر اگلے مراحل کے لیے تیار رہنا چاہیے؛ کیوں کہ ممکن ہے کہ اسے آزمائشوں میں ڈالنے کا مقصد یہ ہو کہ اسے مشکلات کے تحمل کا عادی بنایا جائے؛ تا کہ وہ مستقبل کی بھاری ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی نبھا سکے؛ اس لیے کہ زمین سے غلہ حاصل کرنے کے لیے پہلے اس میں ہل بھی چلایا جاتا ہے، اسے سیراب بھی کیا جاتا ہے اور اسے جھاڑ جھنکار سے صاف بھی کیا جاتا ہے۔

دیکھئے کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھاری ذمہ داریوں کی تفویض سے قبل ابتلا، الزام واِتہام اور دار ومحن کے جن جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑا تھا، وہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کسی بھی صاحب شعور انسان سے مخفی نہیں۔

سکینت واطمینان: جب اپنا محاسبہ بھی کرلیا، گناہوں سے بھی باز آ گیا، توبہ بھی کرلی، تضرع اور دعا میں بھی کوئی کمی روا نہ رکھی۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کی دولت سے بھی دل کو مالا مال کرلیا اور جائز اسباب بھی اختیار کرلیے پھر بھی پریشانی دور نہ ہوئی تو اب مصیبت میں مبتلا مسلمان کو جان لینا چاہیے کہ اس مصیبت میں یقیناً اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہوگی؛ لیکن اس کی عقل اس حکمت کا اِدراک کرنے سے قاصر ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ دیا تھا اور بچے کو قتل کردیا تھا تاکہ پہلے واقعہ میں کشتی کو ظالم بادشاہ کی دست برد سے بچایا جائے اور دوسرے واقعہ میں اس بچے کے والدین کی کفر وطغیانی سے حفاظت کی جائے؛ لیکن ابتدائی مرحلہ میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عظیم پیغمبر بھی ان واقعات کی حکمت نہیں سمجھ پائے تھے۔

جب ایک مسلمان کو یقین آجائے گا کہ اس کی بیماری وتکلیف میں کوئی حکمت پوشیدہ ہے تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہوجائے گا اور اس رضا کے نتیجے میں اس کا دل ناقابل یقین سکون واطمینان سے بھر جائے گا، پھر نہ ہائے ویلا ہوگا نہ غیروں سے اُمیدیں ہوں گی، نہ تقدیر کا شکوہ اور نہ حالات سے شکایت ہوگی۔ بلکہ نہ معلوم اس صاحب سکینت کو دیکھنے سے کتنوں کو سکون واطمینان کی لازوال دولت مل جائے گی؛ اس لیے کہ گفتار سے زیادہ کردار اور قول سے زیادہ عمل انسانوں کو متاثر اور آمادۂ عمل کرتا ہے۔

حضرت اَنس دربارِ حجاج میں: تاریخ بتاتی ہے کہ جس وقت ابن ابان ثقفیؔ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو لے کر حجاج بن یوسف کے دربار میں پہنچا، تو وہ سمجھے بیٹھا تھا کہ گرفتاری اور قتل کے خوف سے حضرت انس کا سر جھکا ہوگا، چہرہ متغیر ہوگا، ان پر ڈر خوف، اور گھبراہٹ وپریشانی کے آثار نمایاں ہوں گے؛ لیکن اس وقت اس کی حیرانگی کی اِنتہا نہ رہی جب اس نے دیکھا کہ حضرت انس فوجی دستے کے ساتھ اُولوالعزمی سے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے اور فخر سے سر اُٹھائے پورے سکون واطمینان اور مجاہدانہ شان کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔

جب حضرت انس بن مالک کو حجاج بن یوسف کے روبرو پیش کیا گیا تو ان کے مابین تاریخی مکالمہ ہوا، اس مکالمے کے دوران آپ حجاج بن یوسف کے کروفر، رعب وداب، جاہ وجلال، اس کی حاکمانہ تمکنت، اور قید وبند وقتل کی دھمکیوں سے ذرہ برابر مرعوب ومتاثر نہ ہوئے، اپنے موقف پر سختی سے ڈٹے رہے اور اس کے تمام درشت ونار وا سوالوں کے اِنتہائی پامردی وبے باکی سے جواب دیتے رہے۔ مکالمہ کچھ یوں شروع ہوا :

حجاج بن یوسف: کیا آپ کا نام اَنس بن مالک ہے؟۔

حضرت اَنس: ہاں! میرا ہی نام انس بن مالک ہے۔

حجاج بن یوسف: سنا ہے کہ آپ ہم کو برا بھلا کہتے ہیں؟۔

حضرت اَنس: ہاں! بے شک تم اس کے قابل ہو۔

حجاج بن یوسف: بتائیے، آخر کیوں؟۔

حضرت اَنس: غور سے سنو، اس لیے کہ تم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نافرمان اور نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہو، خدا کے دشمنوں کی عزت کرتے ہو، اور اس کے نیک بندوں اور اس کے دوستوں کو ذلیل وخوار کرتے ہو۔

حجاج بن یوسف: آپ کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کو یہاں کس لیے بلایا ہے؟۔

حضرت اَنس: نہیں، میں اِس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

حجاج بن یوسف: میں نے آپ کو اس لیے بلایا ہے کہ آپ کو بدترین طریقے سے قتل کردوں۔

حضرت اَنس: اگر مجھے یقین آجاتا کہ موت وحیات تیرے قبضے میں ہے تو میں تجھے قابل عبادت سمجھتا۔ میرا ایمان ہے کہ میرے رب کے حکم کے بغیر تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

حجاج بن یوسف: کیوں! کیا میں آپ کو قتل نہیں کرسکتا؟۔

حضرت اَنس: ہرگزنہیں، اس لیے کہ تاجدارِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ایسی دعاتعلیم فرمائی ہے کہ جوشخص صبح یہ دعا پڑھ لے، دن بھرکوئی ظالم اس کوذرّہ بھرنقصان نہیں پہنچا سکتا۔اورآج میں نے وہ دعاپڑھ لی ہے، اس لیےتو اور تیرا سارالشکر میرابال بھی بیکانہیں کرسکتے۔مجھے یقین کامل ہے کہ میرااللہ اس دعاکےتصدق مجھے تیرے شر سےمحفوظ رکھے گا۔

جوں جوں گفتگو میں تیزی آتی جارہی تھی، توں توں ڈیوٹی پر مامورحبشی جلادوں کی خون آشام تلواروں کے دستوں پرگرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جارہی تھی؛ کیوں کہ حجاج کسی بھی لمحے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا سرتن سے جدا کرنے اوران کے جسم اطہر کوٹکڑے کرنے کاحکم صادر کرسکتا تھا؛مگرقدرتِ خداوندی سے آپ کےقتل کی تمام تیاریاں دھری کی دھری رہ گئیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی دعا بارگاہِ ایزدی میں مستجاب ہوچکی تھی، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ پراُن کےکامل یقین نے اپنارنگ دکھانا شروع کردیا تھا۔بقولِ اقبال ؎

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہےیقیں پیدا

تو کر لیتا ہے یہ بال وپرِ روح الامیں پیدا

چنانچہ جب مکالمہ آخری مراحل میں تھا، تو حجاج کے رویے میں کافی تبدیلی آچکی تھی۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکلا ہواایک ایک لفظ اس کے رگ وپے میں سرایت کرتا جارہا تھا۔حجاج نےحضرت انس سے مکالمے کے اِختتام پر یہ اِلتجا کی کہ آپ بار بار جس دعا کا حوالہ دے رہے ہیں، خدارا! یہ دعاے نبوی مجھے بھی تعلیم فرمادیں۔آپ نے ارشادفرمایا: معاذ اللہ! جب تک تم زندہ ہو، میں کسی کوبھی یہ دعانہیں بتاؤں گا۔

اس سے پہلے کہ حجاج' حضرت انس کے بارے میں کوئی اورحکم صادرکرتا، اچانک

اس کی حالت غیر ہوگئی، آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا، اور وہ فوراً خوف و وحشت سے کانپنے لگا۔ درباری یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔

اِسی حالت میں حجاج نے ابن ابان ثقفی کو اپنے قریب بلایا اور اس کو حکم دیا کہ حضرت انس بن مالک کو فوراً رہا کر کے چند ساعتوں میں دربار سے رخصت کر دیا جائے اور انھیں صحیح سالم ان کے گھر پہنچا دیا جائے۔ اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔

آپ کے دربار سے باعزت روانہ ہو جانے کے بعد حجاج کی حالت سنبھل گئی۔ جب اس کے اوسان بحال ہوئے تو خوشامدی حکام اور دربانوں نے حجاج سے دست بستہ عرض کی کہ آقا! آپ تو حضرت انس کو قتل کرنا چاہتے تھے، انھیں بڑی محنت اور جاں فشانی سے گرفتار کر کے دربار تک لایا گیا تھا، لیکن آپ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، آپ نے ان کو یوں ہی چھوڑ دیا، اس سے تو حکومت کے مخالفوں کے حوصلے بلند ہوں گے۔ براہِ کرم ہمیں حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے کہ آخر ان کو باعزت رہا کرنے کی وجہ کیا ہے؟۔

حجاج نے جواب دیا کہ تم لوگ میری بات سن کر شاید یقین نہ کرو، میں اپنے اِرادے پر قائم تھا، اور حضرت انس کو قتل کرنا چاہتا تھا؛ لیکن میرے سامنے ایک ایسی مجبوری آ گئی جس کی وجہ سے مجھے اپنا یہ اِرادہ ملتوی کرنا پڑا، اگر میں اپنے اِرادے کو عملی جامہ پہناتا تو میں اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔

اَمرِ واقعہ یہ ہے کہ حضرت انس کے دونوں کندھوں کی جانب دائیں اور بائیں دو خطرناک شیر اُن کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ منہ پھاڑے ہوئے بیٹھے تھے اور مجھے مسلسل گھور رہے تھے، اور میری جانب بار بار لپک رہے تھے۔ اگر میں حضرت انس کے خلاف کوئی اِنتہائی حکم دیتا تو شاید وہ مجھے چیر پھاڑ دیتے، ان خوف ناک و غضب ناک شیروں کو دیکھ کر میری حالت غیر ہوگئی، میں نے اس مصیبت سے جان چھڑانے کے لیے اُن کو فوراً رہا کر دیا۔

حجاج بن یوسف کی یہ باتیں سن کر حاضرین کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔اور بیشتر لوگ جلیل القدر صحابیِ رسول کی اِہانت پر کفِ افسوس ملتے رہ گئے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو جان جاں آفریں کے سپرد کرنے سے پہلے آپ نے اپنے عزیز واَقارب اور شاگردوں کو بلوایا اور یہ اِرشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک دعا تعلیم فرمائی تھی، جوشخص صبح کو یہ دعا پڑھ لے وہ دن بھر ہر نقصان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔آج میں یہ اِنکشاف کرتا ہوں کہ اس مقدس دعا کی برکت سے میں حجاج بن یوسف کے شر سے بچا رہا۔اس دعا کا نام 'دعاء الکرب' ہے، جو مصیبت اور پریشانی کی گھڑیوں میں تلوار اور ڈھال کا کام کرتی ہے۔ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ یہ بابرکت دعا اپنے ورد میں رکھے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، بِاسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الأَسْمَآءِ، بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ أذىً، بِاسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي، بِاسْمِ اللّٰهِ الْـمُعَافِي، بِاسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لاَ يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الأَرْضِ وَلاَ فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، بِاسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي وَدِيْنِي، بِاسْمِ اللّٰهِ عَلٰى أَهْلِي وَمَالِي، بِاسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِمَّا أَخَافُ وَأَحْذَرُ، اللّٰهُ رَبِّي لاَ أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، عَزَّ جَاهُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُكَ وَلاَ إِلٰهَ غَيْرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَشَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ، وَمِنْ شَرِّ قَضَاءِ السُّوْءِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ . (۱)

(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: ۱/۴۸۰۔

دعا کی زبان : یوں تو ہر زبان اور کلمہ کے ذریعہ اِنسان اپنی بندگی اور دعاؤں کو خدا تک پہنچا سکتا ہے، یوں ہی اِستغفار و توبہ اور اپنی ضرورتوں کو بیان کر سکتا ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اُن مجرب دعاؤں کا سہارا لیا جائے جو بغیر کسی شک وشبہہ کے پاکانِ اُمت سے مروی اور برگزیدگانِ بارگاہِ الٰہیہ سے صادر ہوئیں۔

شیخ الاسلام والمسلمین خاتمۃ الحفاظ والمحدثین امام عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی -علیہ الرحمۃ والرضوان- نے انھیں اُصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کے اندر بہت سی دعائیں، نیز دعاؤں کے حیرت انگیز واقعات تحریر کیے ہیں، جن کو پڑھنے کے بعد قلب وباطن میں توکل کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، اَذیتوں اور پریشانیوں پر صبر کرنے کا مادہ جنم لیتا ہے۔ نیز یہ دعائیں آفات وبلیات، ذہنی کرب واِنتشار، فکری الجھنوں، رنج ومحن، اور غم وآلام کے اِزالے، رزق میں وسعت وبرکت اور حل مشکلات وکشفِ مہمات کے لیے اپنے اندر اِکسیر کی سی تاثیر رکھتی ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے دوران آپ پر کھلے گا کہ تکلیف اور پریشانیوں سے نجات کیسے ملتی ہے، غموں اور دکھوں کا مداوا کیوں کر ہوتا ہے، غیبی مدد ونصرت کیسے آپ پر مہربان ہوتی ہے، اور اللہ کی طرف سے فضل وکرم اور ہدایت کے دَر آپ پر کیسے وا ہوتے ہیں!۔

کتاب سے اِستفادے کے وقت مصنف کی ترقی درجات، اور مترجم کی مغفرت وبخشش اور اِصلاحِ اَحوال کی دعا کرنا نہ بھولیں۔ اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ ہمارے حال پر کرم فرمائے اور ہمیں اپنے حفظ واَمان میں رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

محتاجِ دعا، طالب کرم

محمد افروز قادری چریاکوٹی

دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

۲۹ رشعبان، ۱۴۳۲ھ / ۳۱ رجولائی، ۲۰۱۱ء

{تعارفِ مصنف}

مصنفِ کتاب امام جلال الدین -علیہ الرحمۃ والرضوان- اِسلام کی اُن یگانۂ روزگار اور اِنسائیکلو پیڈیائی شخصیات میں سے ایک ہیں جن کی زندگی کا بیشتر حصہ ورثۂ اسلامی کی نشر و اِشاعت میں گزرا، اور جنھوں نے اپنی تصنیف وتالیف سے علوم اِسلامی کا دامن رحمت مالا مال کردیا۔ آخری دور کے علماے محققین میں علامہ سیوطی اپنی علمی خدمات کی وجہ سے بے انتہا مشہور و مقبول ہیں۔

آپ کا اسم گرامی حافظ عبدالرحمٰن ابن کمال ابوبکر بن محمد السیوطی ہے، جب کہ آپ کا لقب جلال الدین اور کنیت ابوالفضل ہے۔ اور مذہب فقہی کے اعتبار سے آپ شافعی تھے۔

۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء میں آپ کی پیدائش مصر کے شہر اسیوط کے اندر ہوئی۔ ابھی آپ پانچ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ نے قرآن کریم کا نور اپنے سینے کے محراب میں اُتار لیا تھا۔ اس کے بعد جو کتابیں میسر تھیں ان کو حفظ کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ العمدۃ، منہاج الفقہ والاصول، اور الفیہ ابن مالک آپ کی نوکِ زبان پر تھیں۔ اس کے بعد علم کی تلاش میں مشغول ہوگئے۔ فقہ اور علم نحو متعدد مشائخ سے حاصل کیا۔ علم فرائض علامہ شہاب الدین شارمساحی سے سیکھا جب کہ حصولِ فقہ کے لیے شیخ الاسلام امام بلقینی کی درسگاہِ علم وفضل سے وابستہ رہے، ان کے وصال کے بعد ان کے بیٹے علم الدین بلقینی سے اکتسابِ فیض کا سلسلہ جاری رکھا۔

تفسیر، اصول، ادب اور معانی وغیرہ علوم وفنون کی تحصیل کے لیے چودہ سال کا طویل عرصہ امام محی الدین الکافیجی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کرنے میں گزرا۔ اس پر مستزاد یہ کہ علمی تشنگی بجھانے کے لیے آپ نے دمیاط، شام، حجاز، یمن، ہند اور مغرب تک کا دور دراز سفر بھی کیا۔

امام سیوطی نے اپنے شیوخ کی تعداد کوئی ڈیڑھ سو بتائی ہے، جن میں مشہور و معروف یہ ہیں: حضرات احمد شارمساحی، عمر بلقینی، صالح بن عمر بن رسلان بلقینی، محیی الدین الکافیجی، اور قاضی شرف الدین مناوی وغیرہ، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

امام سیوطی -علیہ الرحمہ- نے صحابہ کرام کی ذواتِ قدسیہ کے دفاع اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے کے متعلق جو کتب تحریر فرمائی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت پر وہ کس پامردی سے قائم تھے، اور انھیں اپنے مسلک کا کتنا درد تھا! تصوف کی طرف بھی ان کا کچھ میلان تھا؛ لیکن کتاب وسنت کا علم رکھنے کی وجہ سے وہ ان تمام تصرفات سے محفوظ تھے جو بعض جاہل صوفیہ کو لاحق ہوتے ہیں اور ان سے صادر ہوتے رہتے ہیں۔

جب عمر کی چالیسویں بہار میں داخل ہوئے تو آپ نے عزلت نشینی اختیار کرلی، اور بالکل الگ تھلگ ہوکر تصنیف وتالیف میں جٹ گئے۔ اور اس طرح زندگی کے کوئی بائیس سال کے عرصہ میں مکتبہ اِسلامیہ کو متعدد گراں مایہ تصانیف کی میراث عطا فرمائی، جو آج بھی مرجع خاص وعام ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ امام سیوطی کو جن وجوہات کی بنا پر آج بھی یاد کیا جاتا ہے وہ ان کی وسعتِ تالیف وتصنیف ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ مختلف علوم وفنون پر آپ کی کل تصانیف کی تعداد چھ سو (٦٠٠) تک پہنچتی ہے؛ جن میں مختصر کتابیں اور چند ورقی رسالے بھی شامل ہیں۔ جبکہ شیخ احمد الشرقاوی کی تحقیق کے مطابق -جنھوں نے حال ہی میں 'مکتبۃ الجلال السیوطی' مرتب کیا ہے- امام کی تصانیف کی تعداد سات سو پچیس (٧٢٥) ہے۔

مختلف علوم وفنون میں آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: **الجامع الكبير؛ الجامع الصغير؛ الإتقان فی علوم القرآن؛ الدر المنثور فی التفسير بالمأثور؛ تنوير الحوالک فی شرح موطأ الإمام مالک؛ الخصائص والمعجزات النبوی؛ طبقات الحفاظ؛ طبقات المفسرين؛ الأشباه والنظائر؛ بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة؛ الفريدة؛ اللآلیء المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة؛ همع الهوامع .**

امام جلال الدین سیوطی کی حیاتِ مستعار تالیف وتحقیق سے بھر پور نظر آتی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اپنے گھر کے 'روضۃ المِقیاس' میں خود کو پابند کیے رکھا اور اس سے باہر نہ نکلے، اسی حال میں کوئی سات دن گزر گئے۔ پھر کچھ روز بیمار رہنے کے بعد عالم اسلام کی یہ عظیم شخصیت قاہرہ کے اندر ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء میں دنیا سے رخصت ہوگئی۔ اللہ اُن کی قبر کو رحمت ونور سے معمور فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا إلٰہ إلّا اللّٰہ الحلیم الکریم، سبحٰن اللّٰہ وتبارک

اللّٰہ رب العرش العظیم، والحمد للّٰہ رب العٰلمین

(شیخ الاسلام والمسلمین عمدۃ الفقہاء والمحدثین امام حافظ ابوالفضل جلال الدین سیوطی -علیہ الرحمۃ والرضوان- [م۹۱۱ھ] فرماتے ہیں کہ) میری یہ تالیف لطیف دراصل تیسری صدی کی عظیم علمی ہستی ابوبکر بن ابی الدنیا علیہ الرحمہ (م۲۸۱ھ) کی تصنیف '**الفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّۃ**' کی تلخیص ہے؛ جس کے اندر حسب ضرورت میں نے کچھ مفید اِضافے بھی کردیے ہیں۔ اور اس کا نام '**الارَجُ بَعْدَ الفرَج**' رکھا ہے، (جسے اَب اُردو میں 'اورمشکل آسان ہوگئی' کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے)۔

امیر المومنین حضرت سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا :

انتِظَارُ الفَرَجِ مِنَ اللّٰہِ عِبَادَۃٌ . (۱)

یعنی (اگر انسان پر کبھی کوئی مشکل وقت آپڑے تو اُس پر صبر کرنا اور) اللہ کی طرف سے آسانی وکشادگی کا اِنتظار کرنا عبادت شمار ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

---

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ شعب الایمان بیہقی: ۴۶۵/۲۰ حدیث: ۹۶۴۷ ...... جمع الجوامع سیوطی: ۶۰۹۱/۱ حدیث: ۳۰۸ ...... کنز العمال: ۲۷۲/۳ حدیث: ۶۵۰۸ ...... الآداب بیہقی: ۴۶۳/۱ حدیث: ۷۵۹۔ حدیث کا بقیہ حصہ یوں ہے: **و من رضي بالقلیل من الرزق رضي اللّٰہ منہ بالقلیل من العمل .** اور جو شخص تھوڑے رزق پر قناعت کرلیتا ہے، اور راضی برضائے الٰہی ہوجاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل پر راضی ہوجائے گا۔ -چریاکوٹی-

سَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ مِنْ فَضْلِهِ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الفَرَجِ . (۱)

یعنی (لوگو!) اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل وکرم کا سوال کیا کرو؛ کیوں کہ اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے اس کا فضل مانگا جائے۔ اور سب سے بہتر عبادت یہ ہے کہ (تنگی کا شکار ہونے کے بعد) آسانی اور کشادگی کا اِنتظار کیا جائے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ ، وَأَنَّ الفَرَجَ مَعَ الكَرْبِ ، وَأَنَّ مَعَ العُسْرِ يُسْرًا . (۲)

یعنی یہ بات دل پر نقش کر لے کہ مدد ہمیشہ صبر کے ساتھ ہوتی ہے۔ یوں ہی جہاں غم ہوتا ہے وہیں خوشی بھی ہوتی ہے۔ اور ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے۔

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پر مشکل کی گھڑی آپڑی، اور رومیوں نے اُن پر شدت برتنی شروع کی، تو انھوں نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھا۔ جواب میں آپ نے ان کے پاس یہ پیغام لکھ کر بھجوایا :

---

(۱) (اس حدیث کی تخریج امام ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ سنن ترمذی: ۱۳/۱۱۳ حدیث: ۳۹۱۹...... معجم کبیر طبرانی: ۸/۴۳۱ حدیث: ۹۹۴۳...... شعب الایمان بیہقی: ۳/۱۸۰ حدیث: ۱۱۳۳...... جمع الجوامع سیوطی: ۱/۱۳۳۵۶ حدیث: ۱۳۱۷۶...... کنز العمال: ۲/۹۷ حدیث: ۳۲۲۵۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ مستدرک حاکم: ۱۴/۴۰۸ حدیث: ۶۳۶۵...... معجم کبیر طبرانی: ۹/۳۳۱ حدیث: ۱۱۰۸۰...... شعب الایمان بیہقی: ۲۰/۴۶۲ حدیث: ۹۶۴۴...... مسند شہاب قضاعی: ۳/۱۵۵ حدیث: ۶۹۵...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۷/۱۰۸ حدیث: ۱۱۷۸۵...... کنز العمال: ۳/۵۴۷ حدیث: ۸۶۶۱۔

مهـما ينزل بامرئ من شدة يجعل اللّٰه له بعدها فرجا وإنه لن يغلب عسرٌ يسرين . (۱)

یعنی جب بھی کسی اِنسان پر تنگی آتی ہے، اور دائرۂ حیات تنگ پڑنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بچ نکلنے کی ضرور کوئی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک پریشانی دو آسانیوں پر غالب آ گئی ہو۔

کلمہ اِستغفار کا کرشمہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

مَـنْ أَكْثَرَ مِنَ الاِسْتِغْفَارِ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍ فَرَجاً وَمِنْ كُلِ ضِيقٍ مَخْرَجاً وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبُ . (۲)

یعنی جو کثرت سے اِستغفار کرتا (اور اللہ سے معافی مانگتا) ہے، اللہ اُسے ہر غم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دیتا ہے۔ ہر مشکل آسان کر دیتا ہے اور اس پر رزق کے دروازے ایسے کھول دیتا ہے کہ وہ اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتا!۔

'لاحول ولاقوۃ...' کا کمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ موطا امام مالک: ۲۸۵/۳ حدیث: ۹۶۷......شعب الایمان بیہقی: ۴۷۲/۲۰ حدیث: ۹۶۵۴......مسند الصحابہ فی الکتب التسعۃ: ۲۳۲/۲۷ حدیث: ۱۵۸......کنز العمال: ۷۵۱/۳ حدیث: ۸۶۵۱۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ سنن ابوداؤد: ۳۵/۵ حدیث: ۱۵۲۰......سنن ابن ماجہ: ۴۱۲/۱۱ حدیث: ۳۹۵۱......مسند احمد: ۲۹۹/۵ حدیث: ۲۲۷۳......سنن کبریٰ بیہقی: ۱۱۸/۶ حدیث: ۱۰۲۹۰......مستدرک حاکم: ۴۱/۱۸ حدیث: ۳۳۸۷۔

’لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ‘ دَوَاءٌ مِنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ . (۱)

یعنی’لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ‘(کاوِرد) ننانوے بیماریوں کا علاج ہے،جن میں کمتر بیماری‘غم (Tension اور Depression) ہے۔

برکاتِ دعاے یونس علیہ السلام

حضرت سعد بن ابی وقّاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

اَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِشَيْئٍ إِذَا نَزَلَ بِرَجُلٍ مِنْكُمْ كَرْبٌ أَوْ بَلاَءٌ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا دَعَا بِهٖ رَبَّهُ فَفَرَّجَ عَنْهُ؟ فَقَالُوا: بَلٰى، قَالَ: دُعَاءُ ذِى النُّونِ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّى كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ . (۲)

یعنی لوگو! کیا میں تمھیں ایک پتے کی بات نہ بتادوں کہ جب تم میں سے کوئی کسی پریشانی کا شکار ہوجائے یا اس پر کوئی دنیاوی آفت ٹوٹ پڑے،تو وہ اللہ سے دعا کرکے اس سے نجات پالے؟۔عرض کیا گیا: کیوں نہیں (یارسول اللہ! ہمیں ضرور مطلع فرمائیں)۔آپ نے ارشاد فرمایا: ایسے موقع پر تم حضرت ذوالنون (یونس علیہ السلام) والی دعا پڑھ لیا کرو: لاَ إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّى كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ .

---

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔مستدرک حاکم ۶۴/۵ حدیث: ۱۹۴۸......معجم کبیر طبرانی:۲۹/۲۰حدیث:۱۲۷۴......جمع الجوامع سیوطی:۱۸۷۰۴/۱......اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ:۱۲۱/۱حدیث: ۷۹۷...... مسند اسحاق بن راہویہ:۴۶۴/۱ حدیث: ۵۴۱...... مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:۴۶/۱۰حدیث:۱۶۹۰۱۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج امام ترمذی، نسائی،ابن ابی الدنیا اور حاکم نے کی ہے)۔سنن کبریٰ نسائی:۱۶۸/۶ حدیث:۱۰۴۹۱......مستدرک حاکم:۴۱۱/۴ حدیث:۱۸۱۸......جامع الاحادیث:۴۴۰/۵ حدیث:۴۴۵۲ ......جمع الجوامع سیوطی:۴۸۴۶/۱ حدیث:۶۶۔

مشکل چھانٹنے والے کلمات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ مشکلیں آسان کرنے والے کلمات یہ ہیں :

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الحَلِيْمُ الكَرِيمُ ، لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ العَلِيُّ العَظِيمُ
لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰواتِ السَّبْعِ وَرَبُّ العَرْشِ الكَرِيمِ .(۱)

یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ بڑا بردبار اور بہت کرم فرمانے والا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بلند و برتر اور بہت ہی زبردست ہے۔ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں جو ساتوں آسمانوں اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

دعائے حل مشکلات

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ بیان کرتے ہیں کہ معلم اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ان مندرجہ ذیل کلمات کی تلقین فرمائی اور مجھے حکم دیا کہ جب بھی تم پر کوئی مشکل وقت آپڑے یا کسی کرب میں مبتلا ہو تو انھیں پڑھ لیا کرو :

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ الـحَلِيْمُ الكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ
رَبُّ العَرْشِ العَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ . (۲)

(۱) (اس حدیث کی تخریج امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ سنن کبریٰ نسائی: ۱۱۴/۵ حدیث: ۸۴۱۲...... شعب الایمان بیہقی: ۱۸۶/۲ حدیث: ۶۴۴...... مسند عبد بن حمید: ۲۷۵/۲ حدیث: ۶۵۹...... جمع الجوامع سیوطی: ۱۵۹۶۸/۱ حدیث: ۸۳۵...... معجم ابن عساکر: ۴۹۰/۱ حدیث: ۱۰۱۸...... کنز العمال: ۱۱۹/۲ حدیث: ۳۴۲۳۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج امام نسائی، ابن ابی الدنیا، ابن حبان اور حاکم نے کی اور امام حاکم نے اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے)۔ مسند احمد بن حنبل: ۲۱۸/۲ حدیث: ۷۱۲...... مستدرک حاکم: ۴۱۹/۴ حدیث: ۱۸۲۱۶...... شعب الایمان بیہقی: ۱۸۵/۲ حدیث: ۶۴۳...... معرفۃ الصحابۃ اصبہانی: ۳۷۸/۱ حدیث: ۳۳۵...... جمع الجوامع سیوطی: ۶۲۳/۱ ۱۷ حدیث: ۴۵...... کنز العمال: ۱۲۳/۲ حدیث: ۳۴۳۹۔

یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ بڑا بردبار اور بہت کرم فرمانے والا۔ پاکی ہے اللہ کے لیے جوسراپا برکت اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔

دعاے مصیبت زدہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

دَعَوَاتُ المَكْرُوبِ: اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو فَلَا تَكِلْنِي اِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأنِي كُلَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ . (۱)

یعنی مصیبت زدے کی دعا یہ ہے: اے اللہ! میں صرف تیری رحمت ہی کی اُمید رکھتا ہوں، تو تو مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر (ایک لمحے کے لیے) بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما، اور میرے لیے میرے سب کے سب کام سنوار دے، خالق ومعبود صرف تو ہی تو ہے!۔

غم غلط کرنے والی دُعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی پریشانی کا شکار ہوتے یا آپ کو کوئی غم لاحق ہوتا تو زبانِ مبارک سے یہ کلمات اَدا فرماتے :

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابوداؤد، نسائی، اور ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ سنن ابوداؤد: ۱۴/۴۴۷ حدیث: ۵۰۹۲...... مسند احمد بن حنبل: ۴۴/۳۱۳ حدیث: ۲۰۹۶۹...... سنن کبریٰ نسائی: ۶/۱۶۷ حدیث: ۱۰۴۸۷...... صحیح ابن حبان: ۴/۴۳۳ حدیث: ۹۷۵...... جمع الجوامع سیوطی: ۱/۱۲۴۸۳ حدیث: ۱۲۵۸۹...... الادب المفرد بخاری: ۱/۲۴۴ حدیث: ۷۰۱۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِيْثُ . (۱)

یعنی اے حی وقیوم! تیرے رحم وکرم کے صدقے میں تجھ سے فریاد چاہتا ہوں۔

ایک تقدیر بدل دعا

حضرت اسما بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے کوئی غم ستائے، یا کوئی فکر لاحق ہو، یا کوئی بیماری پہنچے، یا تنگ دستی کا شکار ہو، یا گرفتارِ رنج وبلا ہو تو اُسے اس دعا کا سہارا لینا چاہیے :

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي لاَ شَرِيْکَ لَهُ .

(اس کی برکت سے) اس کی ساری مشکلات اور پریشانیاں دور ہوجائیں گی۔(۲)

غم کوخوشی سے بدلنے والی دعا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جب بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف، یا رنج واَلم پہنچے، اور وہ مندرجہ ذیل دعا پڑھ لے، تو نہ صرف یہ کہ اللہ اُس کے غم کی بدلیاں چھانٹ دے گا بلکہ رنج واَلم کی جگہ اسے خوشیوں کا تحفہ عطا فرمائے گا :

---

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا اور حاکم نے کی اور امام حاکم نے اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے)۔سنن ترمذی:۲۵/۱۳حدیث:۳۸۶۶......الآحاد والمثانی ابن ابی عاصم:۲۷۶/۸حدیث:۲۵۸۹......مستدرک حاکم:۴۲۱/۴حدیث:۱۸۲۸...... شعب الایمان بیہقی:۱۸۷/۲۱ حدیث: ۹۸۶۷...... مسند الصحابہ: ۳۷۵/۲۰......کنز العمال:۶۵۹/۲......تحفۃ الاشراف:۳۳۷/۳حدیث:۱۶۷۷۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔معجم کبیر طبرانی:۳۹۷/۱۷حدیث:۱۹۸۷۵......شعب الایمان بیہقی:۱۸۵/۲۱حدیث: ۹۸۶۵......الآداب بیہقی:۴۶۵/۱حدیث:۶۱۷...... جامع الاحادیث: ۴۷۵/۱۹حدیث:۲۱۲۶۲......جمع الجوامع سیوطی:۲۱۸۹۴/۱حدیث:۳۹۹۳۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ نَاصِیَتِی بِیَدِکَ، نَافِذٌ فِیَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُ کَ، أَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ، سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ أَوْ أَنْزَلْتَہُ فِي کِتَابِکَ، أَوْ عَلَّمْتَہُ أَحَداً مِنْ خَلْقِکَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِہٖ فِي عِلْمِ الغَیْبِ عِنْدَکَ أَنْ تَجْعَلَ القُرْاٰنَ رَبِیعَ قَلْبِی وَنُورَ بَصَرِی وَجَلاَءَ حُزْنِي وَذَھَابَ ھَمِّی .

یعنی اے اللہ! یقیناً میں تیرا بندہ ہوں، اور تیرے ہی بندے اور تیری ہی کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، مجھ میں تیرا ہی حکم نافذ ہے، میرے بارے میں تیرا فیصلہ مبنی بر اِنصاف ہے۔ میں تیرے ہر اُس خاص نام کے ذریعے سے تجھ سے درخواست کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے خود اپنا نام رکھا ہے، یا اسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے، یا تو نے اسے کسی کو اپنی خلق میں سے سکھایا ہے، یا تو نے اس کو اپنے پاس علم غیب میں خاص کیا ہے (میں درخواست کرتا ہوں) کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی بہار بنا دے، میری آنکھوں کا نور کر دے، اور میرے غموں کا علاج اور میری فکروں کا خاتمہ فرما دے۔

عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جب یہ اتنی اہم دعا ہے تو ہم اِسے یاد نہ کرلیں؟، فرمایا: ہاں کیوں نہیں، جس جس تک یہ دعا پہنچے اس کو چاہیے کہ اسے یاد کر لے۔ (۱)

دعاے رسولِ مقبول علیہ السلام

فقیہ اَہل اُردُن حضرت خلیل بن مرہ کے طریق سے آیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی تکلیف پہنچتی یا کرب لاحق

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا، طبرانی اور حاکم نے کی ہے)۔ مسند احمد بن حنبل: ۳۱۱/۸ حدیث: ۳۷۸۴...... معجم کبیر طبرانی: ۱۳/۹ حدیث: ۱۰۱۹۸...... مسند ابویعلی موصلی: ۶۰/۱۱ حدیث: ۵۱۷۴...... جمع الجوامع سیوطی: ۲۰۵۶۲۱ حدیث: ۴۰۴...... غایۃ المقصد فی زوائد المسند: ۲۶۷۳/۲۔

ہوتا تو آپ فرمایا کرتے تھے :

حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ العِبَادِ ، حَسْبِيَ الخَالِقُ مِنَ المَخْلُوقِين، حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ المَرْزُوقِين، حَسْبِيَ اللّٰهُ الَّذِي هُوَ حَسْبِي ، حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيلُ ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لاَ إلٰهَ إلَّا هُوَ عَلَيهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ العَرْشِ العَظِيْمِ . (۱)

یعنی رب میرے لیے بندوں سے کافی ہے۔خالق میرے ساری مخلوق سے کافی ہے۔رزق دینے والا میرے لیے سارے رزق دیے جانے والوں سے کافی ہے۔میرے لیے اللہ بس ہے اور ہر کام کے لیے کافی ہے۔اللہ میرے لیے کافی اور بہترین کارساز ہے۔اللہ میرے لیے کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں،اسی پر میں نے بھروسا کیا اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

دعاے روح القدس

حضرت اسماعیل بن ابی فدیک سے (مرسلاً) مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب بھی مجھ پر کوئی مشکل گھڑی آتی،حضرت جبرئیل امین فوراً میرے پاس حاضر ہوتے اور کہتے: یا محمد! زبانِ مبارک سے یہ فرمایئے :

تَوَكَّلْتُ عَلَى الحَيِّ الَّذِي لاَيَمُوتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا . (۲)

(۱) کنزالعمال:۷/۱۷حدیث:۱۸۰۰۹۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔مستدرک حاکم:۴/۴۲۲حدیث:۱۸۲۹......مسند ابویعلی موصلی:۱۳/۴۱۴ حدیث: ۶۵۳۱ ...... جمع الجوامع سیوطی:۱/۲۱۰۵۱حدیث: ۸۹۳...... اتحاف الخیرۃ المہرۃ:۷/۱۵۴۔امام حاکم اور دیگر ائمہ نے اس حدیث کی تخریج حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ -چریاکوٹی-

یعنی میں نے اُس آپ زندہ پروردگار پر بھروسا کیا جسے کبھی موت نہ آئے گی۔
ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے نہ تو (اپنے لیے) کوئی بیٹا بنایا اور نہ ہی (اس کی) سلطنت وفرماں روائی میں کوئی اس کا شریک ہے، اور نہ کمزوری کے باعث اس کا کوئی مددگار ہے۔ اور اسی کی خوب بڑائی بیان کیا کرتے رہیں۔

نسلوں سے چلی آتی دُعا

حضرت محمد بن علی بن علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک ایسی دعا سکھائی تھی جسے وہ مشکل وقتوں میں پڑھا کرتے تھے، ساتھ ہی حضرت علی وہ دعا اپنے بچوں کو بھی سکھاتے تھے :

يَا كَائِناً قَبْلَ كُلِّ شَيْئٍ، وَ يَا مُكَوِّنَ كُلِّ شَيْئٌ ، وَيَا كَائِناً بَعْدَ كُلِّ شَيْئٌ اِفْعَلْ بِى كَذَا وَكَذَا .(۱)

یعنی اے ہر چیز سے پہلے موجود رہنے والی ذات، اے ہر چیز کو بنانے والی ذات، اور اے ہر چیز کے بعد بھی رہنے والی ذات! میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ فرما۔

نبیوں کی خاص دعا

حضرت ضحاک بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے مقابلے کے وقت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جنگ حنین کے دن جو دعا پڑھی تھی، اور ہر پریشاں حال، غم کے مارے کو جو دعا پڑھنی چاہیے وہ یہ ہے :

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ کنز العمّال:۲/۶۵۶ حدیث: ۴۹۹۸...... جامع الاحادیث:۲۹/۳۷۰ حدیث:۳۲۳۵۶۔

كُنْتَ وَتَكُونُ وَأَنْتَ حَيٌّ لاَ تَمُوتُ ، تَنَامُ العُيُونُ ، وَتَنْكَدِرُ النُّجُومُ ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ ، وَلاَ تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ .(۱)

یعنی تو ہی تو ہے، اور تو ہی تو ہوگا، تو آپ زندہ ہے جسے کبھی موت نہ آئے گی۔ آنکھیں سو گئیں، ستارے دھندلا گئے۔ اور تو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور سارے عالم کو اپنی تدبیر سے قائم رکھنے والا ہے، نہ تجھے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اے حی وقیوم!۔

دُعائے یعقوب علیہ السلام

حضرت یحییٰ بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ملک الموت نے اللہ رب العزت سے حضرت یعقوب علیہ السلام (کی بیقراری کو دیکھتے ہوئے) ان کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اِجازت چاہی۔ اِجازت پاکر وہ ان کے پاس آئے اور عرض کیا: کیا میں آپ کو کچھ ایسے کلمات نہ سکھادوں کہ اگر آپ ان کے ذریعہ اللہ سے سوال کریں تو وہ بہرصورت اسے پورا کرے گا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ کہا: تو آپ یوں کہیں :

يَا ذَا الْمَعْرُوفِ الَّذِي لاَ يَنْقَطِعُ أَبَداً وَّلاَ يُحْصِيهِ غَيْرُهُ .

یعنی اے احسان فرمانے والے! جس کا فضل وکرم کبھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا، اور اُس کے علاوہ اسے کوئی شمار بھی نہیں کرسکتا!۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی اگلے دن کی فجر بھی طلوع نہ ہونے پائی تھی کہ قمیص یوسف لاکر آپ کو پیش کردی گئی (جس کی برکت سے آپ کی کھوئی ہوئی بینائی لوٹ آئی)۔(۲)

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔الفرج بعد الشدۃ:۱/۲۷حدیث:۲۱۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔الفرج بعد الشدۃ:۱/۴۰حدیث:۳۹......سنن الصالحین وسنن العابدین، ابوالولید باجی:۱/۸۴۔

اورحضرت ابراہیم بن خلاد کےحوالے سے یوں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ نے اپنی بدحالی اور بیقراری کی اُن سے شکایت کی۔حضرت جبرئیل نے کہا:(اے اللہ کے نبی!) کیا میں آپ کوایک ایسی دعا نہ بتادوں کہ اگراس کے ذریعہ مانگیں تواللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کوغلط کردے گا؟،فرمایا: کیوں نہیں،ضرور بتایئے۔کہا:یوں دعا کیجیے :

يَـا مَـنْ لَّايَعْلَمُ كَيْفَ هُوَ إلَّا هُوَ، وَيَا مَنْ لَّا يَبْلُغُ قُدْرَتَهٗ غُيْرُهٗ فَرِّ جُ عَنِّيْ .

یعنی اے وہ ذات جس کی حقیقت کواس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا!اوراے وہ ذات جس کی قدرت تک کسی غیرکی رسائی نہیں ہوسکتی!میری مشکلیں آسان فرما۔

پھرکیا تھا؟تھوڑی ہی دیر میں خوش خبری لانے والا بارگاہِ یعقوبی میں پہنچ آیا۔(۱)

دُعاے یوسف علیہ السلام

حضرت محمد بن عمرایک کوفی شیخ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قیدخانے کےاندرتشریف لے گئے اورکہا: اے پیغمبر!یوں دعا کیجیے :

الـلّٰهُمَّ يَا شَاهِداً غَيْرَ غَائِبٍ ، وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَ بَعِيْدٍ ، وَيَا غَالِباً غَيْـرَ مَـغْـلُوبٍ ، اِجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِى فَرَجاً وَمَخْرَجاً ، وَارْزُقْنِي مِنْ حَيْثُ لاَ أَحْتَسِبُ .(۲)

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیانے کی ہے)۔الفرج بعدالشدۃ:۱/۴۲حدیث:۴۱۔

(۲) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیانے کی ہے)۔الفرج بعد الشدۃ:۱/۴۱،رقم:۴۰......سنن الصالحین وسنن العابدین،ابوالولید باجی:۱/۸۴۔

یعنی اے کبھی نہ اوجھل ہونے والے شاہد! اے شہ رگ سے بھی قریب! اے ہمیشہ غالب رہنے والے اللہ! میری مشکل آسان کر، حالات سے نمٹنے کی کوئی راہ پیدا فرمادے، اور مجھے بے گمان رزق عطا فرما۔

ایک غیبی دُعا

امام ابن ابی الدنیا ایک ایسے شخص کا واقعہ بیان کرتے ہیں جسے حجاج بن یوسف نے بیجا بیڑیوں میں جکڑ کے قید خانے کی سلاخوں کے پیچھے ڈلوادیا، اور باہر سے تالا لگادیا تھا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب کچھ گھڑیاں بیتیں تو میں نے ایک گوشے سے کسی آواز دینے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا: اے فلاں! اِس دعا کا ورد کر :

يَا مَنْ لَّا يَعْلَمُ كَيْفَ هُوَ إِلَّا هُوَ، وَيَا مَنْ لَّا يَعْرِفُ قُدْرَتَهُ إِلَّا هُوَ فَرِّجْ عَنِّيْ مَا أَنَا فِيْهِ .

یعنی اے وہ ذات جس کی حقیقت کو اُس کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا! اور اے وہ ذات جس کی قدرت کا صحیح علم بھی اسی کے پاس ہے!، میری اِس پریشانی کو دور فرما جس میں میں گرفتار ہوں۔

وہ شخص کہتا ہے: اللہ کی عزت کی قسم! ابھی اچھی طرح میں اِس دعا سے فارغ بھی نہ ہو پایا تھا کہ بیڑیاں ازخود ٹوٹ کر میرے پاؤں سے الگ ہوگئیں، اور جب سامنے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ قید خانے کا دروازہ پھٹ کھلا ہے؛ چنانچہ میں بآسانی وہاں سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگیا۔(۱)

(۱) الفرج بعد الشدۃ:۱/۵۶، رقم:۵۵۔

دُعاے زین العابدین رضی اللہ عنہ

حضرت عبدالملک بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ ولید بن عبدالملک نے عثمان بن حیان مزنی کے پاس کچھ اس طرح کا حکم نامہ بھیجا کہ حسن بن حسن کی تفتیش کرو، وہ تمھیں جہاں بھی ملے، اُسے سو کوڑے لگاؤ، اور ایک دن لوگوں کے سامنے اُسے رسوا ہونے کے لیے سر بازار چھوڑ دو۔ اور اگر میں نے اس کی صورت دیکھ لی تو فوراً اس کا سر تن سے جدا کردوں گا۔

چنانچہ کارندے بھیج کر انھیں بلوایا گیا، مدمقابل بھی ان کے سامنے تھا۔ حضرت علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے میرے برادرِ عزیز! فکر نہ کریں، یہ دعاے شدت پڑھ لیں اللہ تعالیٰ آپ کی ساری مصیبتیں ٹال دے گا :

لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الـحَـلِيْـمُ الكَرِيمُ ، سُبْحَانَ رَبِّ السَّمٰواتِ السَّبْعِ وَرَبِّ العَرْشِ العَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ .

یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ بڑا بردبار اور بہت کرم فرمانے والا۔ پاکی ہے اُسے جو ساتوں آسمان اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنہار ہے۔

کہتے ہیں کہ جب انھوں نے یہ دعا پڑھی تو مدمقابل کی آنکھ سے پردہ ہٹ گیا، اور اس نے سچائی جان لی؛ چنانچہ وہ کہنے لگا: میں اپنے سامنے ایک ایسے شخص کا چہرہ دیکھ رہا ہوں جس پر جھوٹ کی تہمت منڈھ دی گئی ہے؛ لہٰذا خیر اسی میں ہے کہ اس کا راستہ نہ روکا جائے، اور اسے باعزت بری کردیا جائے۔(۱)

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ الفرج بعد الشدۃ: ۱/۷۰، رقم: ۶۹۔

حضرت طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ایک شب میں خانۂ کعبہ میں تھا کہ اچانک علی بن حسین تشریف لائے۔ میں نے جی میں کہا: اہل بیت رسول کا ایک فرزند صالح آیا ہے۔ آج رات میں اِس کی دعا کا منظر ملاحظہ کروں گا؛ چنانچہ انھوں نے نماز پڑھنی شروع کی، جب سجدے میں گئے تو میں نے اپنے کان اُن کے قریب کردیے، اور انھیں سجدے میں یوں دعا کرتے ہوئے سنا :

عُبَيْدُکَ بِفِنَاءِ کَ ، مِسْکِيْنُکَ بِفِنَاءِ کَ ، فَقِيْرُکَ بِفِنَاءِ کَ ، سَائِلُکَ بِفِنَاءِ کَ .

یعنی اے پروردگار! تیرا بندہ تیرے (مقدس گھر کے) صحن میں ہے۔ تیرا مسکین بندہ تیرے صحن میں ہے۔ تیرا فقیر بندہ تیرے صحن میں ہے۔ اور تیرا منگتا سوالی تیرے صحن میں ہے۔

حضرت طاؤس کہتے ہیں: ان کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ان کلمات کو میں نے حفظ کرلیا۔ اور مجھ پر جب بھی کوئی مشکل گھڑی آئی تو میں نے ان کلمات کا سہارا لے کر دعا کی جس کی برکت سے میری مشکل فوراً آسان ہوگئی۔(۱)

دعاے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما

حضرت فضل بن ربیع اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ابوجعفر منصور ۱۴۷ھ میں حج کے اِرادے سے نکلا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے جعفر بن محمد کو پکڑ کر لانے کا حکم دیا، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اگر میں نے اسے قتل نہ کیا تو اللہ میرا خانہ خراب کردے۔

چنانچہ انھیں لایا گیا۔ نگاہ پڑتے ہی انھوں نے بآوازِ بلند کہا: السلام علیک یا اَمیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ مگر اَمیر نے اُن کے سلام کا جواب نہ دیا اور کہا: اے دشمن خدا!

(۱) (اس حدیث کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے)۔ الفرج بعد الشدۃ: ۱/۷۱، رقم: ۷۰۔

اللہ تیرا بیڑا غرق کرے۔ قسم بخدا! آج میں تجھے قتل کر ہی کے دم لوں گا؛ (کیوں کہ تو نے میری حکومت میں کیڑے تلاشنے شروع کر دیے ہیں)۔

جعفر نے کہا: اے امیر المومنین! ذرا سوچیں تو سہی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت عطا کی گئی تو شکرانے میں اُن کی گردن جھک گئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام پر جب کٹھن آزمائش کا وقت آیا تو انھوں نے صبر سے کام لیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اوپر ہوئے ظلم کو خندہ پیشانی کے ساتھ معاف کر دیا، اور میں سمجھتا ہوں کہ معافی دینے اور جود وسخا کرنے میں آپ اس سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔

اتنا سننا تھا کہ اس نے اپنی گردن جھکا لی، بہت دیر کے بعد سر اُٹھایا اور کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! آپ کی بات میں بڑا وزن ہے۔ پھر اس نے انعامات وہدایا منگوا کر ان کے سپرد کیا اور باعزت بری کر دیا۔

جب وہ وہاں سے لوٹے تو میں نے ان کا گریبان تھام کر پوچھا: اے ابوعبداللہ! میں نے آپ کو ہونٹ ہلاتے ہوئے دیکھا تھا، بتائیں تو سہی آپ کس چیز کا ورد کر رہے تھے؟، کہا: اس وقت میں نے یہ دعا پڑھی تھی:

اللّٰهُمَّ احْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لاَ تَنَامُ ، وَاكْنُفْنِي بِرُكْنِكَ الَّذِي لاَ يُرَامُ ، وَاغْفِرْ لِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ ، وَلاَ أَهلَكُ وَأَنْتَ رَجَائِي ، رَبِّ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِي ، وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِي بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِيْ ، فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعَمِهٖ شُكْرِي فَلَمْ يَحْرِمْنِي ، وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِي فَلَمْ يَخْذُلْنِي ، وَيَا مَنْ رَآنِي عَلٰى الخَطَايَا فَلَم يَفْضَحْنِي ، يَا ذَا المَعْرُوفِ الذِي لاَ يَنْقَضِي أَبَدًا ، ويَا ذَا النِّعَمِ التِي لاَ تُحْصىٰ أبدًا ، أَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلى اٰلِ محَمَّدٍ ، وَبِكَ أَدْرَأُ فِي نَحْرِه ، وأعوذ بكَ مِنْ شَرِّهِ ،

اللّٰهُمَّ أعِنِّي عَلٰى دِيْنِي بِدُنْيَايَ ، وعَلٰى اٰخِرَتِي بِتَقْوَايَ ، وَاحْفَظْنِي فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ ، وَلاَ تَكِلْنِي إلٰى نَفْسِي فِيْمَا حَضَرْتُهُ ، يَا مَنْ لاَ تَضُرُّه الذُّنُوبُ وَلاَ تَنْقُصُهُ المَغْفِرَةُ ، اغْفِرْ لِي مَالاَ يَضُرُّكَ ، وَأعْطِنِي مَالاَ يَنْقُصُكَ ، إنَّكَ أنْتَ الوَهَّابُ ، أسْأَلُكَ فَرَجاً قَرِيْبًا ، وَصَبْرًا جَمِيْلا ، وَرِزْقاً وَاسِعًا ، وَالعَافِيَةَ مِنْ جَمِيْعِ البَلاَءِ ، وَشُكْرًا عَلَى العَافِيَةِ .

یعنی اے پروردگار! اپنی اُس آنکھ سے ہماری حفاظت فرما جسے کبھی نیند نہیں آتی۔اور اپنے اس رکن کے صدقے ہماری حفاظت فرما جو کسی کے قابو میں نہیں آتا۔تو مجھے عذاب دینے پر بھی قادر ہے؛ مگر اپنی رحمت سے مجھے معاف فرمادے، اور تیری کریم ذات سے ہمیں یہی اُمید ہے۔مولا! تو نے مجھ پر کتنی نعمتوں کی برسات فرمائی ،مگر میں نے ان کی کچھ بھی قدر نہ کی، اور نہ زبانِ شکر کھولی۔تو نے مجھے کتنی آزمائشوں میں ڈالا؛ مگر ایسے مشکل وقت میں بہت کم ہی میں نے صبر سے کام لیا۔اے وہ ذات کہ جس کی طرف سے بھیجی گئی آزمائشوں پر میں نے معمولی سے صبر سے کام لیا لیکن اس کے باوجود اس نے مجھے رسوا نہ ہونے دیا۔اے وہ ذات جس نے مجھے گناہ کرتے دیکھا مگر اپنے کرم سے شرم وفضیحت سے مجھے محفوظ رکھا۔اے مسلسل احسان فرمانے والے پروردگار! تیرا احسان کبھی نہ ختم ہوگا۔اے نعمتوں کی برکھا برسانے والے کردگار! تیری نعمتیں کبھی حساب وشمار میں نہیں آسکتیں۔میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر رحمتیں نازل فرما۔اے میرے مالک ومولا! میری دنیا کو میرے دین کے اور میرے تقویٰ کو میری آخرت کے سنوار نکھار کا ذریعہ بنادے۔نادیدہ مصائب سے میری حفاظت فرما۔اور جو کچھ میرے پاس موجود ہے اسے میرے نفس کے بھروسے پر نہ چھوڑ۔اے وہ ذات! گناہ جس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے ،اور نہ اس کے بحر کرم سے مغفرت کچھ کم کرسکتی

ہے؛ لہٰذا مولا مجھے بخش دے کہ اس سے تیرا کچھ بھی نہ بگڑے گا، اور مجھے نواز دے کہ اس سے تیری رحمت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور پھر تیرے سوا ہے ہی کون عطا کرنے والا!!! اے پروردگار! میں تجھ سے جلد ملنے والی آسانی، صبر جمیل، کشادہ رزق، ہر مصیبت سے نجات، اور عافیت ملنے پر شکر اَدا کرنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں۔(۱)

کسی نے کیا خوب بات کہی ہے ۔

عسى فرج يكون عسى ...... نعـلل أنفسنـا بعـسى

و أقـرب ما يكون المر ...... ء مـن فــرج إذا يئسـا

یعنی عنقریب آسانی آنے والی ہے۔ ہم اپنی جانوں کا علاج ومعالجہ بس اسی اُمید پر کرتے کراتے ہیں۔ بلکہ اِنسان آسانی سے اس وقت زیادہ قریب ہوتا ہے جب نا اُمیدی کے اندھیرے بڑھنے لگیں۔

اور ایک دوسرے نے کہا :

إذا تضـايق أمـر فانتظـر فـرجا

فأصعب الأمر أدناه من الفرج

یعنی جب تم پر کوئی مشکل آپڑے تو اس کے چھٹنے کا اِنتظار کرو؛ کیوں کہ معاملہ جتنا ہی سنگین ہوتا ہے، آسانی اُتنی ہی قریب ہوتی ہے۔

امام دیلمی نے ’مسند فردوس‘ میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مرفوعاً روایت کیا ہے :

الصبرُ مفتاح الفرج .

یعنی صبر کشائش کی کنجی ہے۔

(۱) سنن الصالحین وسنن العابدین، ابوالولید باجی: ۱/۸۱۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب 'الزہد' میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے :

إذا جاء أمرٌ لا كَفاء لک به فاصبر وانتظر الفرج من الله عزوجل .

یعنی جب تم پر کبھی کوئی بہت ہی کڑا وقت آجائے، تو صبر کا دامن تھام لو، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے کشائشکے آرزومند اور منتظر رہو۔

قیدخانے سے باہر

امام منذری اپنی 'تاریخ' میں محمد بن عبدالوارث بن جریر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز حارث بن مسکین کے پاس موجود تھے، اتنے میں علی بن ابوالقاسم بن محرز کوفی مقری بھی تشریف لے آئے، اور کہنے لگے: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھا ہے جو مجھ سے فرمارہے ہیں کہ حارث بن مسکین کے پاس جاؤ اور اس سے میرا سلام پیش کرنے کے بعد کہنا: لوگوں کے درمیان درست فیصلے کرے۔ اور وہ منظر یاد کرو جب تم عراق کے قیدخانے میں تھے، پھر جب رات کے وقت قیام کے لیے اُٹھے تو گر پڑے، تو میں نے اپنی انگلیوں کا سہارا دے کر تمھیں اُٹھایا، اس وقت تم نے جو دعا کی تھی بس اسی کی برکت سے کل ہوکر تمھیں رہائی نصیب ہوئی تھی۔

یہ واقعہ سن کر حارث بن مسکین نے فرمایا: تم نے بالکل سچی بات کہی ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ اس واقعہ کو شاید ہی کوئی جانتا ہو۔ اتنی جامع اور مقبول دعا کا سن کر اس نے درخواست کی کہ کتنا اچھا ہوتا اگر آپ وہ دعا ہمیں بھی بتا دیتے ؟۔

چنانچہ حارث بن مسکین نے وہ دعا یوں پڑھی :

یَا صَاحِبِي عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ، وَيَا غِيَاثِي عِنْدَ كُلِّ كُرْبَةٍ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَاجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً وَمَخْرَجاً .

یعنی اے میری ہر مشکل آسان فرمانے والے پروردگار! اور اے میری ہر مصیبت کی گھٹا چھانٹنے والے مددگار! حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ اطہار پر رحمتیں نازل فرما۔ اور میرے لیے اس مشکل کو آسان فرما اور اس سے خلاصی کی کوئی سبیل پیدا فرمادے۔

چنانچہ اس دعا کو جب میں نے ان کے صاحبزادے احمد بن حارث سے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے، اور اس واقعے کو میرے حوالے سے لکھ کر محفوظ کرلیا۔

اور شیر نے دُم دبالی

قاضی محمد دینوری اپنی کتاب 'المجالسۃ وجواہر العلم' میں عبدالجبار بن کلیب کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم حضرت ابراہیم بن اَدہم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی سفر میں تھے، کہ اچانک ایک شیر ہمارے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم نے ہمیں فرمایا کہ ہم یہ دعا پڑھیں :

اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِي لاَ تَنَامُ ، وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لاَ يُرَامُ ، وَ ارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا، لاَ نُهْلَكُ وَأَنْتَ رَجَاؤُنَا يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ .

یعنی پروردگار! اپنی اُس آنکھ سے ہماری حفاظت فرما جسے کبھی نیند نہیں آتی۔ اور اپنے اس رکن کے صدقے ہماری حفاظت فرما جو کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ ہم پر رحم وکرم فرما اپنی اس قدرت کے صدقے جو ہم پر غالب ہے۔ جب تک ہم تجھ سے اُمیدیں وابستہ رکھیں ہم ہلاک نہیں ہوسکتے۔ یااللہ، یااللہ، یااللہ۔

کہتے ہیں کہ یہ دعا سن کر شیر پیچھے مڑا اور دم دبا کر چل دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ آج بھی میں اس دعا کو خوفناک اور ڈراؤنے مواقع پر پڑھتا ہوں، تو اس کی برکت سے مجھے خیر نصیب ہوتی ہے۔

دشت تو دشت ہے.....

ابوبکر محمد بن ولید طرطوشی نے 'کتاب الدعا' میں مطرف بن عبداللہ بن مصعب مدنی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ایک روز میں خلیفہ منصور کے دربار میں حاضر ہوا تو اسے بہت ہی مغموم اور اُداس پایا۔

خلیفہ مجھے دیکھ کر کہتا ہے: اے مطرف! میں ایک عجیب پریشانی کا شکار ہوں اور اللہ کے سوا اسے کوئی دور بھی نہیں کرسکتا؛ تو خدارا مجھے کوئی ایسی دعا بتاؤ جس کی برکت سے غم کی یہ گھٹا چھٹے اور مجھے سکون نصیب ہو۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! محمد بن ثابت نے مجھ سے عمرو بن ثابت بصری کے حوالے سے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ بصرہ کے کسی آدمی کے کان میں ایک مچھر گھس کر کان کے پردے تک پہنچ گیا، جس کے باعث وہ تڑپتا رہا اور رات بھر جاگتا رہا۔

حضرت حسن بصری کے حلقہ مریدین میں سے ایک شخص کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے کہا: اللہ کے بندے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی علاء بن حضرمی کی وہ دعا کیوں نہیں پڑھ لیتے جسے انھوں نے بیابان اور سمندر کے اندر پڑھا تھا تو اس کی برکت سے اللہ نے انھیں نجات عطا فرمادی تھی۔

اس نے حیرت سے پوچھا کہ وہ کون سی دعا ہے اور اَمر واقعہ کیا ہے؟۔ کہا: حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ بحرین کے ایک معرکے پر روانہ کیا گیا تھا۔

دورانِ سفر وہ ایک بیابان میں جا کر پھنس گئے، شدید پیاس کا حملہ ہوا، جب انھیں اپنی ہلاکت یقینی نظر آنے لگی تو سواری سے اُتر کر دو رکعت نماز اَدا فرمائی اور یوں دعا کی :

یَا حَکِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ اسْقِنَا .

یعنی اے حکیم وعلیم اور اے علی وعظیم! (اس بے آب وگیاہ صحرا میں) ہمیں سیراب فرما۔

اتنے میں بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور برسنا شروع ہوگیا، سارے برتن بھر گئے، اور جملہ سواروں نے خوب سیراب ہوکر پانی پیا۔ پھر ایک سمندری خلیج کے پاس پہنچے تو انھیں وہاں کوئی کشتی ہی نظر نہ آئی؛ کیوں کہ اس سے پہلے وہاں سے گزرنے کی کبھی کسی نے ہمت ہی نہ کی تھی، یہاں پر بھی انھوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے :

یَا حَکِیْمُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ أَجِزْنَا .

یعنی اے حکیم وعلیم اور اے علی وعظیم! (اس موجیں مارتے سمندر سے بخیریت) ہمیں پار لگا دے۔

پھر کیا تھا انھوں نے گھوڑے کی لگام سنبھالی اور کہا: جاں بازو! اللہ کا نام لے کر سطح سمندر سے گزر چلو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حکم ملتے ہی ہم پانی کی لہروں پر چل پڑے، خدا کی عزت کی قسم! نہ ہمارے قدم بھیگے، نہ گھوڑوں کی ٹاپ اور کھر گیلی ہوئی، اور کل لشکریوں کی تعداد چار ہزار تھی۔

چنانچہ اس شخص نے یہی دعا کی، واللہ! ابھی ہم اس کے گھر سے نکلنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ مچھر بھنبھناتا ہوا اس کے کان سے باہر نکلا اور دیوار سے ٹکرا کر گر پڑا۔

یہ سنتے ہی خلیفہ منصور قبلہ رو ہوکر کچھ دیر یہ دعائیں مانگتا رہا، پھر چہرہ پھیر کر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے مطرف! اللہ آپ کا بھلا کرے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری اس پریشانی کو دور کر دیا ہے جس نے مجھے بے تاب کر رکھا تھا۔

چیل کی مشکل کشائی

صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے کہ ایک اعرابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھی، اوراس کی زبان پراکثر یہ شعرہوا کرتا :

ویوم الوِشاحِ من تعاجیب ربنا

علی أنه من ظلمة الکفر أنجاني

ہار کی چوری ہوئی اَزوارداتِ نادرات ☆ خالق اکبر نے شہر کفر سے بخشی نجات

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے متعدد بار اس سے یہ شعر سنا تو ایک روز پوچھا کہ آخر یہ ہار کا دن کیا ہے؟، تو اس نے بتایا کہ میں ایک سجی سنوری دلہن کی رونمائی کے لیے گئی ہوئی تھی۔ جب وہ فطری ضرورت کے لیے غسل خانے جانے لگی تو اس نے گلے سے اپنا ہار نکال کر سامنے میز پر رکھ دیا۔ اتنے میں ایک چیل آئی اوراسے لے اُڑی۔

ہار کو جب غائب پایا گیا تو لوگوں نے تہمت میرے اوپر لگادی اور مجھے خوب زدو کوب کیا، حتیٰ کہ میری شرمگاہ تک کی تلاشی لی۔ جب مجھ پر یہ ستم ڈھایا جارہا تھا اورلوگ میرے اِردگرد جمع تھے تو میں نے بارگاہِ الٰہی میں اس تہمت سے براءت کی دعا کی۔ چنانچہ چیل اُڑتی ہوئی آئی اوروہی ہاران کے سامنے گرا کر چلتی بنی۔

اورایک روایت میں آتا ہے کہ اس نے ان الفاظ کے ساتھ دعا کی تھی :

یَا غِیَاثَ المُستَغیِثِینَ . (۱)

اے مدد چاہنے والوں کی مدد فرمانے والے! (میری مدد فرما)۔

---

(۱) صحیح بخاری، بتغیر قلیل: ۱۵۵/۱۳ حدیث: ۳۸۳۵...... شعب الایمان بیہقی: ۱۵۲/۳ حدیث: ۱۱۰۶...... صحیح ابن خزیمہ: ۱۴۷/۵ حدیث: ۱۲۶۸...... حلیۃ الاولیاء: ۷۱/۲...... الآداب بیہقی: حدیث: ۷۶۵۔

امام بیہقی نے 'فضائل الاعمال' میں حماد بن سلمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ اپنے زمانے کے شیخ القراء حضرت عاصم بن ابی اسحٰق نے بیان کیا: ایک بار ایسا ہوا کہ مجھے شدید تنگ دستی نے گھیر لیا، ناچار مجھے اپنے ایک دوست کے پاس جا کر اپنی ناگفتہ بہ صورتحال بیان کرنی پڑی؛ مگر اس نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور میں نے اس کے چہرے پر کراہیت کے آثار دیکھے تو اس کے گھر سے نکل کر میں سیدھے ایک چٹیل میدان کی طرف چلا گیا، جہاں کچھ رکعت نمازیں پڑھیں، پھر سر سجدے میں رکھ کر میں نے بارگاہِ الٰہی میں یوں مناجات کی :

يَا مُسَبِّبَ الأَسْبَابِ يَا مُفَتِّحَ الأَبْوَابِ وَيَاسَامِعَ الأَصْوَاتِ يَا مُجِيبَ الدَّعوَاتِ يَا قَاضِيَ الحَاجَاتِ اكْفِنِي بِحَلالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ .

یعنی اے اسباب فراہم کرنے والے! اے دروازے کھولنے والے! اے آوازوں کو سننے والے! اے دعاؤں کو قبول کرنے والے! اے حاجتوں کو پوری کرنے والے! حرام چیزوں سے اپنی حلال کردہ چیزیں میرے لیے کافی فرما دے۔ اور اپنے فضل وکرم سے اپنے علاوہ ہر ایک سے مجھے غنی کردے۔

کہتے ہیں: خدا کی قسم! ابھی میں نے ٹھیک سے اپنا سر بھی نہ اُٹھایا تھا کہ کہیں قریب ہی کچھ گرنے کی آواز سنی، جب سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک چیل کوئی سرخ بٹوا زمین پر ڈال کر جا رہی تھی۔ جب میں نے وہ بٹوا اُٹھا کر دیکھا تو اس میں اَسّی دینار تھے، اور روئی کے ایک ٹکڑے میں ہیرا چھپا ہوا تھا؛ چنانچہ اس ہیرے کو میں نے بڑی قیمت میں فروخت کردیا، اور دینار کے بدلے گھر کے لیے خورد ونوش کے سامان وغیرہ خریدے، اور اللہ کے اس فضل واحسان پر اس کا شکر بجالایا۔(۱)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء ابونعیم: ۷/۲۹۳۔

واقعہ مکار سانپ کا

امام ابونعیم اصبہانی نے 'حلیۃ الاولیاء' میں یحییٰ بن عبدالحمید حمانی کے حوالے سے نقل کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سفیان بن عیینہ کی مجلس علم وحکمت میں بیٹھا ہوا تھا، جہاں کم وبیش ہزار کے قریب طالبانِ علم وفیض کا جم گھٹا لگا ہوا تھا۔ اچانک حضرت سفیان بن عیینہ اپنی دائیں طرف مجلس کے اخیر میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں: اُٹھیے اوران لوگوں کے سامنے سانپ والا واقعہ بیان کیجیے۔

چنانچہ اس شخص نے کہا: مجھے ٹھیک سے ٹیک لگا کر بٹھایا جائے۔ اسے بٹھا دیا گیا تو اس نے اپنی آنکھوں کی پلکیں برابر کرتے ہوئے کہا: لوگو! جو واقعہ میں تم سے بیان کرنے لگا ہوں اسے غور سے سننا اور یاد کرلینا۔ مجھ سے میرے والد، اور وہ اپنے باپ کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ محمد بن حمیر نام کے ایک بزرگ تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دن روزوں سے گزرتا اور راتیں قیام میں؛ مگر ساتھ ہی انھیں شکار کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔

چنانچہ ایک روز شکار کے اِرادے سے نکلے۔ جب وہ ایک ویران جگہ پہنچے تو ان کی سواری کے سامنے ایک سانپ آ گیا، اور اپنی دم پر کھڑا ہوگیا اور بڑی لجاجت سے کہنے لگا: اے محمد بن حمیر! (خدا کے لیے) مجھے میرے دشمن سے پناہ دیجیے، اللہ آپ کو عرشِ عظیم کے سائے میں اس دن پناہ دے گا جس دن اس کے عرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، براے کرم مجھے میرے دشمن سے بچا لیجیے، ورنہ وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔

حضرت محمد بن حمیر علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ آخر تو ہے کون؟ اور مجھ سے پناہ کیوں چاہتا ہے؟۔ کہنے لگا: مسلمانوں میں سے ہوں، اور لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی۔ چنانچہ میں نے اس کے لیے اپنی چادر کھول دی اور کہا کہ آؤ اس میں چھپ جاؤ۔ کہنے لگا: یہاں نہیں میرا دشمن مجھے دیکھ لے گا۔ میں نے کہا: پھر میں تجھے کہاں چھپاؤں؟ وہ سانپ کہنے لگا: اگر

آپ نیکی کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اپنے پیٹ میں پناہ دے دیجیے۔

میں نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ تم مجھے مار نہ ڈالو۔ کہنے لگا: نہیں، قسم بخدا! میں ایسی حرکت کبھی نہ کروں گا۔ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اور اس کے سارے فرشتے جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس پر گواہ ہیں۔

حضرت محمد بن حمیر کہتے ہیں کہ اس کی قسم سے مطمئن ہو کر میں نے اس کے لیے اپنا منہ کھول دیا اور اسے اپنے پیٹ میں جانے دیا۔ کچھ دیر کے بعد ایک نوجوان آیا جس نے ایک تیز تلوار اپنے کندھے پر لٹکائی ہوئی تھی، اس نے آتے ہی کہا: اے شیخ! کیا آپ نے ایک سانپ دیکھا ہے، مجھے گمان ہے کہ شاید آپ نے اسے اپنی چادر میں چھپا رکھا ہے؟۔

حضرت محمد بن حمیر نے فرمایا: میں نے کسی سانپ کو نہیں دیکھا۔ نوجوان یہ بات سن کر وہاں سے چلا گیا۔ پھر میں نے اس 'نہیں' کہنے کی وجہ سے سو بار استغفار پڑھا؛ کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے؟۔ اس نوجوان کے جاتے ہی سانپ نے اپنا منہ نکالا اور پوچھا: کیا میرا دشمن جا چکا ہے؟۔

آپ نے فرمایا: ہاں! وہ تو جا چکا ہے، اب تو بھی میرے جسم سے باہر آ جا کہ مجھے کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ سن کر وہ مکار سانپ کہنے لگا: اب تو میں آپ کے جسم سے باہر نہیں آؤں گا، اب آپ کے لیے دو ہی راستے ہیں یا تو میں آپ کو زہر سے ہلاک کر دوں گا، یا آپ کے دل میں سوراخ کر دوں گا۔

آپ نے اس سے کہا: سبحان اللہ! تیرا وہ وعدہ کہاں چلا گیا؟، اور تیری وہ قسمیں کہاں گئیں؟، تو تو بڑا بھلکڑ معلوم ہوتا ہے، آخر یہ تو بتا کہ تو مجھے کس دشمنی کی سزا دینا چاہتا ہے؟۔

سانپ نے کہا: آپ بھی پورے احمق ٹھہرے کہ آپ نے نیکی کے لیے میرا اِنتخاب کیا۔ کیا آپ مجھے نہیں جانتے کہ میں نے آپ کے باپ آدم سے کس طرح دشمنی کی، اور انجام کار انھیں جنت سے نکال کر ہی دم لیا۔ آخر آپ نے میرے ساتھ اِحسان کیوں

کیا؟، آخر آپ کو مجھ سے کیا لالچ تھا، نہ تو میرے پاس مال و دولت ہے اور نہ ہی کوئی سواری وغیرہ ہے کہ جسے بطورِ انعام میں آپ کو پیش کروں!۔

آپ نے فرمایا: میں نے صرف رضائے الٰہی کے لیے تیرے ساتھ نیکی کی تھی، اگر تو مجھے مارنا ہی چاہتا ہے تو مجھے پہاڑ پر جانے دے؛ تاکہ میں وہیں رہ کر اپنی جان دے دوں۔ سانپ نے کہا: ٹھیک ہے، آپ پہاڑ پر چلے چلیں؛ چنانچہ آپ پہاڑ پر آئے اور موت کا اِنتظار کرنے لگے۔ زندگی سے مایوس ہو کر آپ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بلند کر کے یوں دعا کی :

يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ يَا لَطِيفُ الْطُفْ بِي بِلُطْفِكَ الخَفِيِّ يَا لَطِيفُ بِالْقُدْرَةِ الَّتِي اسْتَوَيتَ بِهَا عَلَى الْعَرْشِ فَلَمْ يَعْلَمِ العَرْشُ أَيْنَ مُسْتَقَرُّكَ مِنْهُ إِلَّا كَفَيْتَنِي هٰذِهِ الحَيَّةَ .

یعنی اے لطیف! اے لطیف! اے لطیف! اپنے لطفِ خفی سے مجھ پر مہربانی فرما۔ آج مجھے اپنی اس قدرت کا کرشمہ دکھا کہ تو مستوی تو عرش پر ہے؛ مگر عرش کو بھی تیرے مستقر کا پتا نہیں، خداوندا! مجھے اس سانپ سے نجات عطا فرما۔

ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک وہاں خوشبوؤں میں بسا ہوا ایک نوجوان نظر آیا جس کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح روشن تھا، اس نے کہا: اے شیخ آپ یہاں زندگی سے مایوس ہو کر موت کا انتظار کیوں کر رہے ہیں؟۔

چنانچہ انھوں نے سانپ والا سارا واقعہ بیان کیا اور کہا: اب بھی سانپ میرے پیٹ میں موجود ہے، میں نے تو اسے دشمن سے بچانے کے لیے پناہ دی تھی؛ مگر یہ مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے۔

اس نوجوان نے کہا: میں آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔ پھر اس نے اپنی چادر سے ایک بوٹی نکالی اور آپ کو کھلائی۔ جیسے ہی آپ نے وہ بوٹی کھائی، آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور

آپ کپکپانے لگے، پھر اس نوجوان نے دوبارہ وہی بوٹی کھلائی تو آپ کے پیٹ میں شدید ہلچل ہوئی اور درد سا محسوس ہونے لگا، پھر جب تیسری بار وہ بوٹی کھلائی تو سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر پیچھے کے مقام سے نکل گیا اور آپ کو سکون حاصل ہوا۔ آپ نے اس نوجوان سے پوچھا: اے میرے عظیم محسن! آپ یہ تو بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ آج آپ نے مجھ پر بہت بڑا اِحسان کیا ہے۔

وہ نوجوان کہنے لگا: کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ ارے میں آپ کا نیک عمل ہوں۔ جب سانپ نے آپ کو دھوکا دیا اور آپ کی جان کے درپے ہوگیا تو تمام ملائکہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یااللہ! اس کو سانپ کے شر سے محفوظ رکھ۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے فرمایا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے وہ ساری حرکتیں دیکھ لی ہیں جو سانپ نے میرے بندے کے ساتھ کیا ہے، اور پھر مجھے حکم دیا کہ اے فلاں بندے کے نیک عمل! جنت کا ایک سبز پتا لے کر میرے بندے محمد بن حمیر کے پاس پہنچ اور اس کی مدد کر اور اس سے کہہ کہ تو نے محض ہماری رضا کی خاطر نیکی کی، جا تیری اس نیکی کے بدلے ہم نے تجھے اِحسان کرنے والوں میں شامل کرلیا اور ہم تیرا انجام بھی محسنین کے ساتھ فرمائیں گے اور ہم تیرے دشمنوں سے تیری حفاظت کریں گے۔(۱)

دعاے براءتِ عائشہ رضی اللہ عنہا

'تاریخ ابن نجار' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب بیٹھ کر انھیں ان کی براءت اور پاکدامنی کی خوش خبری سنا رہا تھا۔ اتنے میں وہ کہنے لگی: اللہ پاک کی عزت کی قسم! وہ ایک ایسا موقع تھا کہ جب قریب وبعید کا تعلق رکھنے والے ہر شخص نے

(۱) عیون الحکایات، امام ابن الجوزی: ۱۱۳ تا ۱۱۵۔

مجھے چھوڑ دیا حتیٰ کہ میری بلی بھی مجھ سے نالاں تھی، اور کھانا پینا سب کچھ میں نے ترک کر دیا تھا۔

ایک بار اسی طرح بھوک کی حالت میں میں سوئی ہوئی تھی کہ خواب میں ایک نوجوان کو دیکھتی ہوں۔ وہ مجھ سے پوچھتا ہے: بی بی آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: لوگوں کی جلی کٹی باتوں کی وجہ سے میں مغموم اور پریشان ہوں۔

اس نے کہا: آپ اس دعا کو پڑھیں، یقیناً اللہ پاک اس کی برکت سے آپ کی مشکل آسان کر دے گا اور آپ کا غم چھانٹ دے گا۔ میں نے کہا: کون سی دعا؟۔ کہا: آپ یوں پڑھیں :

يَا سَابِغَ النِّعَمِ ويَا دَافِعَ النِّقَمِ وَيَا فَارِجَ الغُمَمِ وَيَا كَاشِفَ الظُّلَمِ وَيَا أَعْدَلَ مَنْ حَكَمَ وَيَا حَسِيبَ مَنْ ظَلَمَ ويَا وَلِيَّ مَنْ ظُلِمَ ويَا أَوَّلاً بِلا بِدَايةٍ وَيَا آخِرًا بِلاَ نِهَايَةٍ ويَا مَنْ لَهُ اسْمٌ بِلاَ كُنْيَةٍ اجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا وَّمَخْرَجاً .

یعنی اے نعمتوں کی برسات کرنے والے! اے بلاؤں کو دفع کرنے والے! اے غموں کو ہلکا کرنے والے! اے ظلم کا بادل چھانٹنے والے! اے فیصلے میں انصاف کرنے والے! اے ظالموں سے انتقام لینے والے! اے مظلوم کی مدد کرنے والے! اے وہ اوّل جس کی کوئی ابتدا نہیں! اے وہ آخر جس کی کوئی انتہا نہیں، اے کنیت نا آشنا اسم مبارک رکھنے والے! میرے معاملے میں آسانی فرما اور اس سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا فرما دے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو شکم سیر اور کافی ہشاش بشاش تھی، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آیتِ براءت نازل فرما کر میری مشکل آسان کر دی تھی۔

ایک پرندے کی دعا

ابن بشکوال نے اپنی سند سے احمد بن محمد بن عطار کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں: ہمارا ایک پڑوسی تھا جو کسی وجہ سے قیدی بنالیا گیا، اور کوئی بیس سال تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتا رہا۔ اسے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ اب اسے دوبارہ اپنے اہل خانہ سے ملنے کی نوبت نہ آئے گی۔

قیدی کا کہنا ہے کہ ایک روز میں اپنے بال بچوں کی فکر میں ڈوبا آنسو بہا رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پرندہ قید خانے کی دیوار سے اُتر کر ایک دعا پڑھ رہا ہے۔ وہ دعا اس سے سن کر میں نے یاد کرلی۔ مسلسل تین راتیں میں نے وہ دعا پڑھی اور بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی۔ پھر جب میں سو کر بیدار ہوا تو خود کو اپنے شہر میں خاص اپنے گھر کی چھت پر پاتا ہوں۔ جب زینے سے نیچے اُترا تو پہلے تو اہل خانہ مجھے دیکھ کر ڈر سے گئے، پھر جب انھیں یقین آیا تو ان کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانا تھا۔

اسی سال قسمت کی یاوری سے مجھے حج پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں خانۂ کعبہ کے طواف کے دوران اس دعا کو پڑھے جارہا تھا کہ اچانک ایک شیخ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر دے مارا اور پوچھا: تمہیں یہ دعا کہاں ملی ہے؟، کیوں کہ یہ دعا ملک روم کا ایک طوطا دورانِ پرواز پڑھا کرتا ہے۔

چنانچہ میں نے اسے بلادِ روم میں اپنے قیدی بنالیے جانے کے واقعہ اور پرندے سے دعا سیکھنے کی داستان بیان کی۔ اس نے یہ سن کر کہا: بے شک تم نے سچی بات کی ہے۔ میں نے شیخ سے ان کا نام دریافت کیا تو بتایا کہ مجھے 'خضر' کہتے ہیں۔ وہ دعا یہ ہے :

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ يَا مَنْ لَّا تَرَاهُ العُيُونُ وَلاَ تُخَالِطُهُ الظُّنُونُ وَلاَ يَصِفُهُ الوَاصِفُونَ ولاَ تُغَيِّرُهُ الحَوَادِثُ وَلاَالدُّهُورُ

يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الجِبَالِ وَمَكَايِيْلَ البِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الأمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الأشْجَارِ وَعَدَدَ مَا يُظْلِمُ عَلَيهِ اللَّيْلُ وَيُشْرِقُ عَلَيهِ النَّهَارُ وَلاَ تُوارِى مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلاَ أرْضٌ أرْضاً وَلاَجَبَلٌ إلاَّ يَعْلَمُ مَا فِي وَعْرِهٖ وَلاَ بَحْرٌ إلاَّ يَعْلَمُ مَا فِي قَعْرِهٖ .

اللّٰهُمَّ إنِّي اَسْئَلُكَ أنْ تَجْعَلَ خَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ وَخَيْرَ أيَّامِي يَومَ ألْقَاكَ فِيْهِ إنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

اللّٰهُمَّ مَنْ عَادَانِي فَعَادِهِ وَمَنْ كَادَنِي فَكِدْهُ وَمَنْ بَغٰى عَلَيَّ بِهَلَكَةٍ فَأهْلِكْهُ وَمَنْ نَصَبَ لِي فَخَّهُ فَخُذْهُ وَأطْفِ عَنِّي نَارَ مَنْ أشَبَّ إلَيَّ نَارَهُ وَاكْفِنِي هَمَّ مَنْ أدْخَلَ عَلَيَّ هَمَّهُ وَأدْخِلْنِي فِي دِرْعِكَ الحَصِيْنَةِ وَاسْتُرْنِي بِسِتْرِكَ الوَاقِي يَا مَنْ كَفَانِي كُلَّ شَيْءٍ اكْفِنِي مَا أهَمَّنِي مِنْ أمْرِ الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَصَدِّقْ قَولِي وَفِعْلِي بِالتَّحْقِيْقِ يَاشَفِيْقُ يَا رَفِيْقُ فَرِّجْ عَنِّي كُلَّ ضَيْقٍ وَلاَ تَحْمِلْنِي مَالاَ أُطِيْقُ، أنْتَ إلٰهِي الحَقُّ الْحَقِيْقُ يَا مُشْرِقَ البُرْهَانِ يَا قَوِيَّ الأرْكَانِ يَا مَنْ رَّحْمَتُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ وَفِي هٰذَا المَكَانِ يَا مَنْ لَّايَخْلُو مِنْهُ مَكَانٌ احْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لاَتَنَامُ وَاكْنُفْنِي بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لاَيُرَامُ إنَّهُ قَدْ تَيَقَّنَ قَلْبِي أنه لاَ إلٰهَ إلاَّ أنْتَ وَانِّي لاَ أُهْلَكُ وَأنْتَ مَعِي يَارَجَائِي، فَارْحَمْنِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ يَا عَظِيْمًا يُرْجىٰ لِكُلِّ عَظِيْمٍ يَا عَلِيْمُ يَا حَلِيْمُ أنْتَ بِحَاجَتِي عَلِيْمٌ وَعَلىٰ خَلاَصِي قَدِيْرٌ وَهُوَ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِقَضَائِهَا يَاأكْرَمَ الأكْرَمِيْنَ وَيَا أجْوَدَ الأجْوَدِيْنَ وَيَا أسْرَعَ الحَاسِبِيْنَ يَارَبَّ العَالَمِيْنَ ارْحَمْنِي وَارْحَمْ جَمِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ مِنْ أمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِه وَسَلَّمَ إنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لَنَا كَمَا اسْتَجَبْتَ لَهُمْ بِرَحْمَتِكَ وَعَجِّلْ عَلَيْنَا بِفَرَجٍ مِنْ عِنْدِكَ بِجُودِكَ وَكَرَمِكَ وَارْتِفَاعِكَ فِي عُلُوِّ سَمَائِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ إِنَّكَ عَلىٰ مَا تَشَاءُ قَدِيْرٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلىٰ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلىٰ آلِه وَصَحْبِه أَجْمَعِيْنَ .

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے وہ ذات جسے آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں، نہ ہی وہ کسی کے گمان میں سمانے پائے، نہ توصیف کرنے والے اس کا وصف بیان کرسکیں، نہ حوادثِ زمانہ اس کا کچھ بگاڑ سکیں، اسے پہاڑوں کا وزن بھی معلوم ہے، سمندروں کی گہرائی وگیرائی بھی۔ بارش کے قطروں کی تعداد کا بھی اسے علم ہے، درخت کے پتوں کی مقدار کا بھی۔ اوران چیزوں کا بھی جنھیں رات اپنی تاریکی میں چھپالیتی ہے، اوران ساری چیزوں کا بھی جن پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں۔ نہ اس سے آسمان کا کوئی طبق پوشیدہ ہے، اور نہ زمین کی کوئی تہہ مخفی ہے، یوں ہی پہاڑ کی چوٹیوں اور سمندر کی اتھاہ گہرائیوں تک سب کچھ اس کے اِحاطہ علم میں موجود ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو میرے عمل کے انجام کو بہترین فرما دے، اور میرے لیے بہتر دن وہ ہو جس میں مجھے تیری ملاقات کا شرف حاصل ہو، بے شک تجھے ہر چیز پر مکمل قدرت حاصل ہے۔

اے میرے پروردگار! جو مجھ سے دشمنی مول لے تو اسے کیفر کردار تک پہنچا، جو میرے ساتھ دھوکہ دہی کرے تو اس کے ساتھ بہترین تدبیر فرما، جو میری ہلاکت کا خواہاں ہو اُسے خود ہلاکت کے گھاٹ اُتار دے، جو خم ٹھونک کر مجھے زیر کرنے آئے اس کی اچھی طرح خبر لے، جو مجھ تک آگ کے شعلے پہنچانے چاہے تو اسے خود اسی آگ میں جلادے، جو مجھے تکلیف دینا چاہے تو میرے لیے اس

سے کافی ہو جا، مجھے اپنی مضبوط پناہ گاہ میں جگہ عطا فرما، اپنے محفوظ حجاب میں مجھے چھپا لے، اے وہ ذات جو میرے لیے ہر شے سے کافی ہے دنیا وآخرت کے اہم اُمور کی میرے لیے کفایت فرما دے، مجھے قول وفعل میں صدق وصفا نصیب فرما۔ اے شفیق ورفیق! مجھ سے ہر تنگی کو دور فرما، میری برداشت سے زیادہ مجھ پر بوجھ نہ ڈال، تو ہی میرا سچا مالک ومعبود ہے، اے مشرق البرہان، اے قوی الارکان! اے وہ ذات جس کی رحمت سے کوئی ذرہ اور نہ ہی یہ جگہ اور نہ ہی کوئی زمانہ خالی ہے، اپنی نیندنا آشنا آنکھ سے ہماری حفاظت فرما، میرے دل میں یقین کا سویرا طلوع ہو چکا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اور جب تک تو میرے ساتھ ہے کوئی میرا بال بیکا نہیں کرسکتا۔ تو ہی میری اُمید ہے، تو اپنی قدرت کی وجہ سے مجھ پر رحم وکرم فرما۔ اے عظیم! ہر بڑے کام کے وقت جسے یاد کیا جاتا ہے، اے علیم وحلیم! تجھے میری ضرورت کا پتا ہے، اور تو مجھے چھٹکارا ونجات دلانے پر قادر ہے، اور ایسا کرنا تیرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا؛ لہٰذا مجھے خلاصی عطا فرما کر مجھ پر احسان فرما، اے کریموں سے بڑھ کر کریم! اے سخیوں سے بڑھ کر سخی! اے جلدی حساب کرنے والے! یارب العالمین! تو مجھ پر رحم فرما اور جملہ گنہ گارانِ اُمت محمدیہ کو اپنی ردائے رحمت ومغفرت میں جگہ نصیب فرما، بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔

اے مالک ومولا! ہماری دعاؤں کو بھی اپنی رحمت سے شرفِ قبول عطا فرما جیسے تو نے ان کی دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے مالا مال کیا ہے۔ اور اپنے جود وکرم سے اس مشکل ومصیبت کی گھڑی سے ہمیں نجات عطا فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! خاتم النبیین حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ کی آلِ پاک اور صحابہ کرام پر اپنی بے پناہ رحمتوں کا نزول فرما۔

اسی مذکورہ دعا کے کچھ ٹکڑے کو امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی

روایت سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دیہاتی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی نماز میں یوں دعا کر رہا تھا :

يَا مَنْ لَّا تَرَاهُ الْعُيُونُ وَلاَ تُخَالِطُهُ الظُّنُونُ وَلاَ يَصِفُهُ الْوَاصِفُونَ وَلاَ تُغَيِّرُهُ الْحَوَادِثُ وَلاَيخشى الدوائر يَعْلَمُ مَثَاقِيْلَ الْجِبَالِ وَمَكَايِيْلَ الْبِحَارِ وَعَدَدَ قَطْرِ الأَمْطَارِ وَعَدَدَ وَرَقِ الأَشْجَارِ وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَيهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيهِ النَّهَارُ وَلاَ تُوارِى مِنْهُ سَمَاءٌ سَمَاءً وَلاَ أَرْضٌ أَرْضاً وَلاَ بَحْرٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي قَعْرِهِ وَلاَجَبَلٌ إِلَّا يَعْلَمُ مَا فِي وَعْرِهِ اجْعَلْ خَيْرَ عُمري آخِرَهُ وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِي يَومَ أَلْقَاكَ فِيْهِ .

یعنی اے وہ ذات جسے آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں، نہ ہی وہ کسی کے گمان میں سمانے پائے، نہ توصیف کرنے والے اس کا وصف بیان کرسکیں، نہ حوادث اس کا کچھ بگاڑ سکیں، نہ اسے زمانوں کا کوئی ڈر، اسے پہاڑوں کا وزن بھی معلوم ہے، سمندروں کی گہرائی وگیرائی بھی۔ بارش کے قطروں کی تعداد کا بھی اسے علم ہے، درخت کے پتوں کی مقدار کا بھی، اوران چیزوں کا بھی جنھیں رات اپنی تاریکی میں چھپالیتی ہے، اوران ساری چیزوں کا بھی جن پر سورج کی کرنیں پڑتی ہیں، نہ اس سے آسمان کا کوئی طبق پوشیدہ ہے، اور نہ زمین کی کوئی تہہ مخفی ہے، یوں ہی سمندر کی اتھاہ گہرائیوں اور پہاڑ کی چوٹیوں تک سب کچھ اس کے اِحاطہ علم میں موجود ہے۔ (میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ) تو میری زندگی کے آخری حصے کو بہترین کردے، میرے اعمال کے انجام کو بہتر فرمادے، یوں ہی میرے لیے بہتر دن وہ ہو جس میں مجھے تیری ملاقات کا شرف حاصل ہو۔

چنانچہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں ایک آدمی کو متعین فرمادیا ہے کہ جب یہ دیہاتی نماز مکمل کرلے تو اسے لے کر میرے پاس آنا۔ چنانچہ نماز پڑھ کر وہ بارگاہِ

رسالت میں حاضر ہوا، اور اس وقت تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شخص کچھ سونا پیش کر گیا تھا۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا اس دیہاتی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ سونا میں نے تمہیں کیوں تحفے میں دیا ہے؟۔

وہ دیہاتی کہنے لگا: یارسول اللہ! اُس تعلق خاطر کی وجہ سے جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہے۔ آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تعلق خاطر کا جو حق ہے وہ اپنی جگہ؛ لیکن یہ سونا میں نے تمہیں صرف اس لیے عطا کیا ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں تیری حمد وثنا اور دعا ومناجات کرنے کا انداز بہت پیارا تھا!۔

ہر مرض کی دوا

ابن بَشکُوال نے اپنی کتاب 'المستغیثین باللہ' میں حضرت عبد اللہ بن مبارک کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں گھر سے اپنا گھوڑا لے کر جہاد کے لیے نکلا، ابھی بیچ راہ ہی میں تھا کہ گھوڑے پر مرگی طاری ہونا شروع ہوگئی۔

میں کافی پریشان ہوا۔ اچانک خوشبو میں نہائے ہوئے ایک خوبصورت نوجوان پر میری نگاہ پڑتی ہے جو مجھ سے مخاطب ہوکر کہتا ہے: کیا آپ چاہتے ہیں کہ گھوڑا صحیح اور سوار ہونے کے قابل ہوجائے؟، میں نے کہا: ہاں بالکل؛ چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ گھوڑے کی پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھی :

أُقْسِـمُ عَلَيكِ أَيَّتُهَا العِلَّةُ بِعِزَّةِ عِزَّةِ اللّٰهِ وَبِعَظَمَةِ عَظَمَةِ اللّٰـهِ وَبِجَلَالِ جَلاَلِ اللّٰهِ وَبِقُدْرَةِ قُدْرَةِ اللّٰهِ وَبِسُلْطَانِ سُلْطَانِ اللّٰـهِ وَبِلاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَبِـمَا جَرَى بِهِ القَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَبِلاَ حَولَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ إِلَّا انْصَرَفْتِ .

یعنی اے مرگی کی بیماری! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو اس سے دور ہوجا۔

تجھے اللہ کی عزت وعظمت اوراس کی جلالت وسلطنت کا واسطہ، تجھے لا الٰہ الا اللہ کا
واسطہ اوراس کا بھی جس پر اللہ کی طرف سے قلم چل چکا ہے، یوں ہی تجھے لاحول
ولاقوۃ الا باللہ کا واسطہ ہے۔

چنانچہ گھوڑے کی مرگی جاتی رہی اور وہ بالکل چاک چوبند ہوکر کھڑا ہوگیا، اور وہ نوجوان مجھے اس کی لگام تھماتے ہوئے کہتا ہے: اب آپ اس پر سوار ہوجائیں۔ چنانچہ میں سوار ہوکر اپنے جہادی ساتھیوں سے جاملا۔

پھر جب کل ہوئی اور ہم نے خودکو دشمنوں کے مقابلے کے لیے تیار کرلیا اور دشمن بالکل ہمارے سامنے آگئے، تو میں نے اس نوجوان کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے پوچھا: کیا تم وہ کل والے میرے دوست نہیں ہو؟ کہنے لگا: ہاں کیوں نہیں، میں وہی ہوں۔

میں نے پوچھا: خدا کے واسطے مجھے یہ بتاؤ کہ تم ہوکون؟۔ یہ سننا تھا کہ وہ دفعۃً کھڑا ہوگیا اوراس کی برکت سے اِردگرد کی ساری زمین سرسبز وشاداب ہوگئی۔ میں نے فوراً جان لیا کہ ہونہ ہو یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے جس مریض پر بھی یہ کلمات پڑھ کردم کیے اللہ کے فضل وکرم سے وہ شفایاب ہوگیا۔(۱)

اچانک کشتی نمودار ہوگئی

حضرت ابونعیم اصبہانی 'حلیۃ الاولیاء' میں حضرت مسعر بن کدام کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کسی سمندری سفر پر نکلا، خدا کا کرنا کہ منجدھار میں کشتی پرزے پرزے ہوگئی، اور وہ شخص کسی طرح ایک جزیرے میں جا پہنچا، جہاں اس نے تین دن قیام کیا؛ مگر اسے وہاں کوئی آدم زاد نظر نہ آیا، ناچار اسے کھائے پیے بغیر ہی دن کاٹنے پڑے۔

(۱) تفسیر روح المعانی، آلوسی: ۳۲۲/۱۱...... حیاۃ الحیوان الکبریٰ: ۷۸/۲۔

بے کسی کے عالم میں اس نے ایک شعر پڑھا۔

إذا شاب الغراب أتيت أهلي

وصار القار كاللبن الحليب

یعنی جب کشتی نے میرے ساتھ دھوکہ دہی سے کام لیا۔ تو میں اپنے اہل کے پاس آ پہنچا، اور پورا جزیرہ میرے لیے دودھ کی مانند بن گیا۔

اسی وقت اسے جواب ملا، مگر جواب دینے والا کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

عسى الكرب الذي أمسيتَ فيه

يكون وراءه فرجٌ قريب

یعنی جس کرب و پریشانی میں تم نے رات کاٹی ہے، گھبراؤ نہیں کہ اس کے پیچھے تجھے عنقریب راحت وآسانی نصیب ہونے والی ہے۔

چنانچہ جب اس نے نگاہ اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کشتی اس کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے۔ وہ اس میں سوار ہوا اور اسے وہاں سے خیر کثیر نصیب ہوئی۔

ہر لحظہ نئی آن نئی شان

ابن عساکر محمد بن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے ایک شخص کو قید خانے سے حاضر کرنے کے لیے کہا۔ جب وہ اس کے سامنے لایا گیا تو حجاج نے اس کی گردن اُڑانے کا حکم جاری کر دیا۔

گردن زدنی کا حکم سنتے ہی اس شخص نے کہا: اے امیر! مجھے کل تک مہلت دے دیجیے۔ حجاج نے کہا: تیرا خانہ خراب ہو، کل تک موخر کرنے کا کیا فائدہ ہے، کیا کل تجھے رہائی مل جانی ہے؟۔ خیر! اُسے دوبارہ قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ حجاج نے اس شخص کو کہتے ہوئے سنا۔

عسی فــرج یأتی به اللّٰه إنه
لــه کل یوم فـي خلیقتـه أمر

یعنی اللہ تعالیٰ بہت جلد تیرے سارے غم غلط کردے گا؛ کیوں کہ اپنے کاموں میں وہ ہمیشہ ردّوبدل کرتا رہتا ہے۔

یہ سن کر حجاج بن یوسف نے کہا: قسم بخدا! اس کا یہ شعر قرآن کی اس آیت کی روشنی میں بالکل سچ ہے :

كُلَّ يَومٍ هُوَ فِي شَأنٍ o (سورۂ رحمٰن:۲۹/۵۵)

وہ ہر آن نئی شان میں ہوتا ہے۔

چنانچہ حجاج نے اس شخص کو رہا کرنے کا پروانہ جاری کردیا۔

ایک مشکل کشا شعر

ابن عساکر نے حضرت ابوسعید بن جنادہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ بیان فرماتے ہیں: مجھ پر ایک عظیم مصیبت آن پڑی، جو مجھ پر بڑی شاق تھی، اور اس کی وجہ سے میں نہایت ہی تنگی کا شکار ہوگیا تھا۔ چنانچہ ایک روز بیٹھا میں اپنی کاپیوں کو اُلٹ پلٹ کررہا تھا کہ ذیل کے اس شعر پر نظر جاپڑی۔

یَستصعَبُ الأمرُ أحیاناً بصاحبه
و ربَّ مُستصعَبٍ قد سهَّل اللّٰهُ

یعنی کبھی کبھی کوئی معاملہ آدمی پر بڑا گراں بار ہوجاتا ہے، اور پھر اس گراں بار معاملے کو اللہ رب العزت اپنی رحمت سے آسان فرمادیتا ہے۔

اس شعر کے پڑھنے کی دیر تھی کہ میری مشکل آسان ہوگئی، اور میرا معاملہ سنور گیا۔

اور رِزق کشادہ ہوگیا

شیخ ابوعلی تنوخی اپنی کتاب 'الفرج بعد الشدَّ ۃ' میں، اور ابن نجار 'ایوب بن عباس بن حسن کے حوالے سے -جن کے والد خلیفہ مکتفی باللہ کے وزیر تھے- بیان کرتے ہیں: ابوعلی بن ہمام نے ایک سند کے ساتھ ہم سے ایک واقعہ بیان کیا؛ مگر وہ سند مجھے یاد نہیں رہی کہ ایک دیہاتی نے شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آکر شکایت کی کہ وہ بڑی بدحالی کا شکار ہے، تنگ دستی نے اس کے گھر ڈیرا جمالیا ہے، اور عیال کی کثرت ہے، خدارا کوئی حل بیان فرمائیں؟۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس سے فرمایا کہ کثرت سے اِستغفار پڑھا کرو؛ کیوں کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا فرمانِ عظمت نشان ہے :

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ اِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا، يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا، وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o (سورۂ نوح:۷۱؍۱۰تا۱۲)

پھر میں نے کہا کہ تم اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر بڑی زوردار بارش بھیجے گا۔ اور تمہاری مدد اموال اور اولاد کے ذریعے فرمائے گا اور تمہارے لیے باغات اُگائے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔

چند روز بعد وہ دیہاتی بارگاہِ مرتضوی میں آکر عرض کرتا ہے: یا امیر المومنین! میں نے بہت زیادہ توبہ واِستغفار کیا؛ مگر اس کے باوجود اپنی تنگ حالی سے چھٹکارے کی کوئی سبیل بظاہر دکھاتی نظر نہیں آتی!۔

آپ نے فرمایا: شاید تمھیں استغفار کا طریقہ نہیں معلوم، اور تم کما حقہ استغفار نہ

کر سکے۔عرض کیا:حضور! مجھے بتایا جائے کہ استغفار کا بہترین طریقہ کیا ہے؟۔

فرمایا: اِخلاصِ نیت کے ساتھ پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوجاؤ اور یوں عرض کرو :

اللّٰهُمَّ إنّی أسْتَغفِرُکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ، قَوِیَ عَلَیْهِ بَدَنِی بِعَافِیَتِکَ، وَ نَالَتْهُ قُدْرَتِي بِفَضْلِ نِعْمَتِکَ، وَ بَسَطتُّ إلَیْهِ یَدِی بِسَابِغِ رِزْقِکَ، أو اتَّکَلْتُ فِیْهِ عِنْدَ خَوفِی مِنْهُ عَلٰی أمَانِکَ، أو وَثِقْتُ فِیهِ بِحِلْمِکَ، أو عَوَّلْتُ فیهِ عَلی کَرَمِ عَفوِکَ .

اللّٰهُمَّ إنِّی أسْتَغْفِرُکَ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ خُنْتُ فِیْهِ أمَانَتِی، أو بَخَسْتُ فِیهِ نَفْسِی، أو قَدَّمْتُ فیهِ لَذَّتِی، أو آثرْتُ فِیهِ شَهْوَتِی، أو سَعَیْتُ فِیْهِ لِغَیْرِی، أو اسْتَغْوَیْتُ فیهِ مَنْ تَبِعَنِی، أو غَلَبْتُ فیهِ بِفَضْلِ حِیْلَتِی، أو أحَلْتُ فیهِ عَلَیْکَ یَا مَولاَيَ، فَلَمْ تَأخُذْنِي عَلٰی فِعْلِی، إذْ کُنْتَ سُبْحَانَکَ کَارِهًا لِمَعْصِیَتِی، لٰکِنْ سَبَقَ عِلْمُکَ فِيَّ بِاخْتِیَارِی، وَاسْتِعْمَالِی مُرَادِی وَإیثارِی، فَحَلِمْتَ عَنِّی، فَلَمْ تُدْخِلْنِی فِیهِ جَبْرًا، وَلَمْ تَحْمِلْنِی عَلَیهِ قَهْرًا، وَلَمْ تَظْلِمْنِی شَیْئًا .

یَا أرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، یَا صَاحِبِی عِنْدَ شِدَّتِی، یَا مُؤنِسِی فِی وَحْدَتِی، ویَا حَافِظِی فِي غُرْبَتِی، یَا وَلِیِّی فِی نِعْمَتِی، وَیَا کَاشِفَ کُرْبَتِی، ویَا مُسْتَمِعَ دَعْوَتِی، ویاَ رَاحِمَ عَبْرَتِی، ویَا مُقِیْلَ عَثْرَتِی، یَا إلٰهِی بِالتَّحْقِیْقِ، یَا رُکْنِی الوَثِیْقِ، یا رَجَائِی فِی الضِیْقِ، یا مَولاَئِی الشَّفِیْقِ، ویَا رَبَّ البَیْتِ العَتِیْقِ، أخْرِجْنِی مِنْ حِلَقِ المَضِیْقِ، إلٰی سَعَةِ الطَّرِیْقِ، وَفَرِّجْ مِنْ

عِنْدِکَ قَرِیْبٍ وَثِیْقٍ، وَاکْشِفْ عَنِّی کُلَّ شِدَّةٍ وَضِیْقٍ، وَاکْفِنِی مَا أُطِیقُ وَمَا لاَ أُطِیْقُ.

اللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنِّی کُلَّ هَمٍّ وَکَرْبٍ، وأخْرِجْنِی مِنْ کُلِّ غَمٍّ وَحُزْنٍ، یَا فَارِجَ الهَمِّ، وَیَا کَاشِفَ الْغَمِّ، وَیَا مُنْزِلَ الْقَطْرِ، وَیَا مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّ، یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا، صَلِّ عَلَی خِیَرَتِکَ مِنْ خَلْقِکَ مُحَمَّدٍ النَّبِی وَعَلٰی آلِه الطَّیِبِینَ الطَّاهِرِینَ، وَفَرِّجْ عَنِّی مَا قَدْ ضَاقَ بِهٖ صَدْرِي، وَعِیْلَ مَعَهُ صَبْرِي، وَقَلَّتْ فِیْهِ حِیْلَتِی، وَضَعُفَتْ لَهُ قُوَّتِی، یَا کَاشِفَ کُلِّ ضُرٍّ وَبَلِیَّةٍ، وَیَا عَالِمَ کُلِّ سِرٍّ وَخَفِيٍّ، یَا أرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ، (وَاُفَوِّضُ اَمْرِی اِلَی اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ)، وَمَا تَوفِیقِی إلاَّ بِاللّٰهِ، عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ، وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ .

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے اپنے اُن سارے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں، جن پر تیرے عفووکرم کے باعث میرا بدن ڈھیٹ ہوگیا۔ تیرے فضل وکرم کی اُمید نے میرے اِرادے کوتقویت دی، تیرے رزق کی فراوانی کی وجہ سے میرے ہاتھ ان کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ یا تیری اَمانت پر اپنے خوف کے وقت میں نے بھروسا کیا، یا تیرے حلم کے سبب اس میں توثیق ہوئی، یا میں نے اس میں تیرے عفووکرم پر اعتماد کیا۔

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، جہاں جہاں بھی میں نے امانت میں خیانت کی ہو، یا نفس کے دام میں آ گیا ہوں، یا لذت وشہوت کا اَسیر ہوگیا ہوں، یا اس تعلق سے میں نے کسی کے لیے کوشش کی ہو، یا اپنے کسی پیروکار کی گمرہی کا سبب ہوا ہوں، یا حیلہ حوالہ کرکے غالب آ گیا ہوں، یا تیرے کسی حکم کی نافرمانی ہوئی ہو اور اے میرے مولا! تو نے اس پر میری

گرفت نہ کی ہو، جبکہ تجھے میری معصیت کیشی سخت ناگوار گزری ہوگی؛ لیکن میرے تعلق سے میرے اِرادے سے پہلے ہی تجھے علم ہوگیا تھا، اور تجھے میری مراد وایثار کا پتا تھا لیکن تو نے مجھ پر اپنی ردائے حلیمی ڈال دی، تو تو نے مجھ پر نہ کوئی جبر کیا اور نہ اس پر کوئی قہر دکھایا، اور نہ ہی مجھ پر کچھ ظلم فرمایا۔

یاارحم الراحمین! اے مشکل کے وقت میرے ساتھی، اے میری تنہائی کے مونس! اے غربت میں میرے محافظ! اے نعمت میں میرے ولی! اے میری مشکل چھانٹنے والے! اے میری دعا سننے والے! اے میرے آنسوؤں پر رحم کرنے والے! اے بوجھ ہلکا کرنے والے! اے میرے معبودِ حقیقی! اے میرے مضبوط سہارے! اے تنگی میں میری اُمید! اے میرے مہربان آقا! اور اے بیت عتیق کے رب! مجھے مشکلات کے چنگل سے باہر نکال کر کشادہ راستے پر گامزن فرمادے، اپنی آسانیاں عطا فرما، مجھ سے ہر آفت وبلا کو ٹال دے، تو میرے لیے کافی ہوجا ان سب چیزوں میں جو میرے بس میں ہے اور جو میرے بس سے باہر ہے۔

اے اللہ! مجھ سے ہر کرب والم کو دور فرما، ہر حزن وغم کا بادل چھانٹ دے، اے غم غلط کرنے والے! اے مشکلوں کی گرہ کھولنے والے! اے بارش اُتارنے والے! اے بے کسوں کی پکار قبول کرنے والے! اے دنیا وآخرت کے رحمٰن ورحیم، کائنات کی سب سے عظیم اور برگزیدہ ہستی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،اور آپ کی آل اطہار پر رحمت ونور نازل فرما، اور مجھ سے میری وہ مصیبت دور کر جو میرے سینے پر بوجھ بنی ہوئی ہے، میرے صبر کا دامن چھوٹا جارہا ہے، میرے حیلے حوالے کم پڑتے جارہے ہیں، میری قوت کمزور ہوتی جارہی ہے، اے ہر بلا وآفت کو ٹالنے والے! اے ہر نہاں وعیاں کو جاننے والے! اے ارحم الراحمین! (میں اپنے سارے معاملے اللہ پر چھوڑتا ہوں، بے شک اللہ کو بندوں کی خوب خبر ہے)۔ توفیق خیر اللہ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میں نے اعتماد کیا اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔

وہ دیہاتی کہتا ہے کہ جب میں نے اس دعا کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں چند ایک بار اِستغفار پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے غم وفکر اور تنگ دستی وخستہ حالی کو دور کردیا، اور میرے رزق میں خاطر خواہ اِضافہ فرمادیا، اور پھر میں ان کی فکر سے بھی آزاد ہوگیا۔(۱)

بوقتِ پیدائش آسانی

ابن نجار، حسن بن احمد بن صیدلانی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے میری اُمی نے بتایا کہ ایک بار حمل کے دوران میں نے اللہ کی بارگاہ میں آسانی ومہربانی کی دعا کی، خواب میں آقاے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپ نے فرمایا: اے ام حبیب! یوں کہو :

يَـا مُسَهِّـلَ الشَّـدِيْدِ، وَيَا مُلَيِّنَ الحَدِيْدِ، وَيَا مُنْجِزَ الوَعِيْدِ، وَيَا مَنْ هُوَ كُلَّ يَومٍ فِي أَمْرٍ جَدِيْدٍ، أَخْرِجْنِي مِنْ حِلَقِ المَضِيْقِ، إِلٰى أَوْسَعِ الطَّرِيْقِ، بِكَ أَدْفَعُ مَالاَ أُطِيْقُ، وَلاَحَولَ وَلَا قُوَّةَ إلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيْمِ .

یعنی اے پریشانی آسان کرنے والے! اے لوہے نرم کرنے والے! اے وعید پوری کرنے والے! مجھے سختیوں کے چنگل سے نکال کر آسانیوں کی کشادہ راہ پر ڈال دے، تیری ذات ہی مشکلیں دفع کرسکتی ہے، مجھ میں تو اس کی طاقت نہیں۔ نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت؛ مگر اللہ علی وعظیم کی توفیق سے۔

درِ کریم سے بندے کو کیا نہیں ملتا!

حاکم نے 'معجم الشیوخ' میں اور ابن نجار نے ابومنذر بن ہشام بن محمد سے وہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سخت تنگ دستی

(۱) الفرج بعد الشدۃ، تنوخی: ۱/۱۴۳......سنن الصالحین وسنن العابدین، ابوالولید باجی: ۱/۱۰۲ تا ۱۰۳۔

کے شکار ہو گئے۔ ہوا یہ کہ ہر سال انھیں جو ایک لاکھ عطیہ ملا کرتا تھا اسے حضرت معاویہ نے ایک سال کسی وجہ سے روک لیا، جس کے باعث ان پر خستہ حالی آ گئی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضرت حسن نے قلم دوات منگوائی تا کہ حضرت امیر معاویہ کو اپنی صورت حال سے آگاہ کریں؛ مگر پھر کچھ سوچ کر رک گئے، رات میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے فرمایا: حسن! تمہارا کیا حال ہے؟۔

عرض کیا: بخیریت ہوں نانا جان۔ ساتھ ہی اس سال عطیہ نہ ملنے کی شکایت بھی کردی۔آپ نے فرمایا: کیا تو نے قلم دوات منگوا کر اپنی طرح ایک مخلوق کے پاس خط لکھ کر اسے یاد دلانے کی کوشش کی تھی؟۔

میں نے عرض کیا: ہاں، یارسول اللہ!؛ لیکن آپ بتائیں کہ میں کیا کروں؟۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یوں دعا کرو :

اللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِي قَلْبِي رَجَاءَكَ، وَاقْطَعْ رَجَائِي عَمَّنْ سِوَاكَ حَتىّٰ لاَأرْجُو أحَداً غَيْرَكَ، اللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِي، وَقَصُرَ عَنْهُ أمَلِي وَلَمْ تَنْتَهِ إلَيْهِ رَغْبَتِي، وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْألَتِي، وَلَمْ يَجْرِ عَلٰى لِسَانِى مِمَّا أعْطَيْتَ أحَدًا مِنَ الأوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ مِنَ اليَقِيْنِ فَخُصَّنِي بِهِ يَارَبَّ العَالَمِيْنَ .

یعنی اے اللہ! میرے دل میں اپنی اُمید کے بیج ڈال دے، اور اپنے علاوہ ساری اُمیدوں سے میرا رشتہ کاٹ دے، تاکہ تیرے علاوہ میں کسی سے کوئی آرزو یا اُمید نہ رکھ سکوں۔ اے پروردگار! جس سے میری قوت درماندہ ہوگئی، جہاں تک میری آس نہ پہنچ سکی، جس کو میری رغبت نہ پاسکی، جہاں تک میرا معاملہ نہ پہنچ سکا، اور جو میری زبان پر جاری نہ ہوسکا، جو کچھ تو نے اولین وآخرین میں سے کسی کو دولتِ یقین سے نوازا ہے، اے رب العالمین! مجھے اس کے لیے چن لے، اور مجھ پر اس کا فیضان عام وتام فرمادے۔

کہتے ہیں، قسم بخدا! ایک ہفتہ میں نے پوری الحاح وزاری کے ساتھ اس دعا کو پڑھا جس کی برکت یہ ہوئی کہ حضرت معاویہ نے میرے پاس بڑے اہتمام سے پندرہ لاکھ عطیہ اِرسال کردیا۔ جسے دیکھ کر فوراً میری زبان سے نکلا: ساری تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جو اپنی یاد کرنے والوں کو فراموش نہیں کرتا، اور دعا کرنے والے کو نامراد نہیں فرماتا۔

پھر سرکارِ دوعالم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، فرمایا: اے حسن! اب کس حال میں ہو؟، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابھی تو حالات بہت بہتر ہیں، اور وہ سارا واقعہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹے! خالق سے اُمید باندھے رکھنے والوں پر ایسے ہی انعاماتِ الٰہیہ ہوا کرتے ہیں؛ اس لیے کبھی کسی مخلوق سے کوئی اُمید وآرزو نہ رکھنا!۔

تیر بہدف دعا

ابن نجار، حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جوشخص اس دعا کو تین مرتبہ پڑھ لے وہ خواہ کتنی ہی بڑی مصیبت میں گرفتار کیوں نہ ہو اللہ اسے دور فرمادے گا :

اللّٰهُمَّ احْفَظْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللّٰهُمَّ عَافِ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللّٰهُمَّ اَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ، اللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ .

یعنی اے اللہ! اُمت محمدیہ کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! اُمت محمدیہ پر رحم فرما۔ اے اللہ! اُمت محمدیہ کو بخش دے۔ اے اللہ! اُمت محمدیہ کی اِصلاح فرما۔ اے اللہ! اُمت محمدیہ کی مشکلیں اور پریشانیاں آسان فرما۔

قید سے رہائی

ابن نجار، حضرت حسن بن تراب سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہمارے ایک شیخ تھے، جو ہیثم کے نام سے مشہور تھے۔ تقویٰ و پرہیزگاری اور عبادت و بندگی میں اپنی مثال آپ تھے۔ مامون رشید نے انھیں تنبیہ کردی تھی کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرسکتے۔

ایک مرتبہ حضرت ہیثم گلی سے گزر رہے تھے۔ جب خلیفہ مامون کے گھر کے سامنے پہنچے تو دربان نے کہا: اس وقت امیر المومنین آرام کررہے ہیں۔ حضرت ہیثم نے کہا: وہ امیر المومنین کب سے ہوگیا، اور اس کا امارت سے کیا تعلق؟۔

دربان نے حیرت سے کہا: آپ کیا کہہ رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں یاد نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے فرمایا تھا :

اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا، قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ٥ (سورۂ بقرہ:۱۲۴/۲)

میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بناؤں گا، انہوں نے عرض کیا: (کیا) میری اولاد میں سے بھی؟ ارشاد ہوا: (ہاں! مگر) میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچتا۔

ان کی گفت وشنید مامون کے کانوں میں پڑ گئی، اور حضرت ہیثم کو طلب کیا گیا۔ مامون نے کہا: آپ یہ بتائیں کہ میں ظالمین سے کیسے ہوں جب کہ میں ہر دن پنج وقتہ نماز کے لیے لوگوں کو بلاتا ہوں؟۔

آپ نے فرمایا: ذرا سوچو تو سہی کہ تمہارا منادی کھڑا ہوکر اس بات کا اِقرار کرتا ہے کہ وہ ان سے بری الذمہ ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِن بَنِىْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ، كَانُوا لاَ يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ٥ (سورۂ مائدہ:۵/۷۸،۷۹)

بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا تھا انہیں داؤد اور عیسی ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان پر (سے) لعنت کی جا چکی (ہے)۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (اور اس لعنت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ) وہ جو برا کام کرتے تھے ایک دوسرے کو اس سے منع نہیں کرتے تھے۔ بیشک وہ کام برے تھے جنہیں وہ انجام دیتے تھے۔

مامون نے کہا: تمہاری اس حرکت کی وجہ سے میں تمہیں ضرور قتل کروں گا لیکن اس کے لیے بس کسی ظاہری دلیل کا منتظر ہوں۔ چنانچہ رسیوں میں جکڑ کر انھیں قید خانے ڈال دیا گیا۔

کہتے ہیں کہ جب میں سو کر اُٹھا تو ایک خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ہثم! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں تمہیں ضرور اس قید خانے سے چھٹکارا دلاؤں گا، اور تمہارے اور اِس خلیفہ کے درمیان حائل ہو جاؤں گا۔ یہ لو میں نے تمہارے پاس اپنے عرش کے خزانے سے کچھ کلمات کا تحفہ بھیجا ہے، اس کے ذریعہ ہر مشکل، ہر ظالم سلطان، شیطان، اور سانپ بچھو سے میری پناہ چاہو؛ کیوں کہ اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد وہ کبھی تمہارے قریب نہیں آسکتے!۔

اللّٰهُمَّ يَا مُجَلِّيَ العِظَامِ مِنَ الأُمُورِ، وَيَامُنْتَهٰى هَمِّ المَهْمُومِ، وَيَامُفَرِّجَ الكَرْبِ العَظِيْمِ، وَيَامَنْ إِذَا أَرَادَ أَمْراً فَحَسْبُهُ أَنْ يَّقُولَ لَهُ: كُنْ فَيَكُونُ، أَحَاطَتْ بِيَ الذُّنُوبُ وَأَنْتَ المَذْخُورُ لَهَا وَلِكُلِّ شَدِيْدَةٍ يَا لاَإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، يَا لاَإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ .

یعنی اے معاملات صاف فرمانے والے! اے غم گزیدوں کے کام آنے والے! اے بڑی بڑی مصیبتیں ٹالنے والے! اے وہ ذات کہ جب کسی چیز کا اِرادہ فرمائے تو اسے فقط 'ہوجا' کہنے کی دیر ہوتی ہے اور وہ ہوجاتی ہے! میرے گناہوں نے مجھے آ گھیرا ہے، اور تو ہی اس سے چھٹکارا دلواسکتا ہے؛ کیوں کہ ہر مشکل میں تیری ہی ذات کام آتی ہے، اے وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود نہیں!، اے وہ ذات جس کے سوا کوئی معبود نہیں!!۔

کہتے ہیں کہ ابھی اس کا کلام پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میری رہائی کا حکم ہوگیا۔

جہاں صبر وہاں مدد

خطیب اور ابن نجار' حضرت ابوعیسیٰ عبدالرحمٰن بن زاذان کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں امام احمد بن حنبل کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص نمودار ہوا، اور اُن سے کچھ سرگوشی کی جسے میں سمجھ نہ سکا۔

آپ نے فرمایا: صبر سے کام لو؛ کیوں کہ مدد ہمیشہ صبر کے ہمرکاب ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: میں نے حضرت عفان بن مسلم کو کہتے ہوئے سنا، وہ فرماتے تھے کہ ہم سے ہمام بن ثابت نے حضرت انس بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

النَّصرُ مع الصبر، والفرَج مع الكرب، وإن مع العسر يسرا، إن مع العسر يسرا .

یعنی جہاں صبر ہو وہاں مدد ہوتی ہے، یوں ہی کرب والم کے ساتھ آسانی وسکون بھی ہوتا ہے، اور ہر مشکل کے بعد آسانی آتی ہے، بے شک ہر مشکل آسانی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

(۱) تاریخ بغداد: ۱۰/۲۸۷۔ فی ترجمۃ عبدالرحمٰن بن زاذان۔

برکاتِ صلوٰۃ التسبیح

طبرانی نے معجم کبیر میں، اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (میرے والد) حضرت عباس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مرتبہ غیر متوقع وقت پر حاضر ہوئے کہ عموماً اس وقت وہ کبھی نہ آتے تھے، عرض کی گئی کہ یارسول اللہ! آپ کے عم محترم عباس دروازے پر کھڑے ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انھیں اندر آنے دو، وہ یقیناً کسی اہم کام کے لیے آئے ہوں گے۔ جب اندر آگئے تو آپ نے پوچھا: پیارے چچا! اِس وقت آپ کو کس چیز نے یہاں آنے پر مجبور کیا؟۔

عرض کیا: اے میرے بھتیجے! مجھے دورِ جاہلیت اور اس کے جاہلانہ کارنامے یاد آگئے تو دنیا اپنی ساری زیب وزیبائش کے باوجود مجھ پر تنگ ہوکر رہ گئی، تو میں نے کہا کہ اب اس بلاے بے درماں سے مجھے کون نجات عطا کرسکتا ہے، اتنے میں میرے ضمیر نے آواز دی کہ اللہ ورسول کے علاوہ کوئی اس کا مداوا مہیا نہیں کرسکتا۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے یہ بات آپ کے دل میں ڈال دی۔ اب بتائیں کہ کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟، عرض کی: ہاں، ضرور۔

چنانچہ آپ نے فرمایا: نمازِ عصر اور طلوعِ آفتاب کے بعد کے وقت کو چھوڑ کر آپ جس وقت بھی چاہیں ایک نماز پڑھ لیں، جس کے لیے بہترین طریقے سے پاک صاف ہولیں، پھر اللہ کے لیے کھڑے ہوجائیں۔ اللہ اکبر کہہ کر سبحانک اللہم (الیٰ آخرہ) پڑھ کر پندرہ بار **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ،** پڑھیں، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھیں۔ پھر رکوع کریں

اور رکوع میں دس بار پڑھیں، رکوع سے سر اُٹھائیں اور **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ** اور **اللّٰھمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الحَمْدُ** کہہ کر یہی تسبیح دس بار کہیں، پھر سجدہ کو جائیں اور اس میں دس مرتبہ پڑھیں، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہیں، پھر سجدے کو جائیں اور اس میں دس مرتبہ پڑھیں، یوہیں چار رکعت پڑھیں۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح پڑھیں، اس طرح چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع وسجود میں **سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم** اور **سبحَانَ ربی الاعلیٰ** کہنے کے بعد یہ تسبیح پڑھیں۔

جب آپ نماز سے فارغ ہوں تو اگر آپ کے گناہ آسمان کے تاروں، یا صحرا کے ذروں، یا سمندر کے قطروں کے برابر بھی ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس نماز کی برکت سے انھیں مٹادے گا۔ ہوسکے تو اس نماز کو روزانہ پڑھ لیا کریں، نہ ہوسکے تو ہر جمعہ کو، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو مہینے میں ایک بار؛ ورنہ زندگی بھر ہر سال ایک بار ضرور پڑھ لیا کریں۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ سننے کے بعد حضرت عباس نے کہا: اے میرے بھتیجے! اللہ آپ کو شاد وآباد رکھے کہ آپ نے میری مشکل کو آسان اور میری پیٹھ کا بوجھ ہلکا کردیا ہے۔

امام وزاہد ابوعثمان حمیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ 'صلوٰۃ التسبیح' سے زیادہ فکر وغم کو دور کرنے اور مشکلوں کو آسان کرنے والی میں نے کوئی چیز نہ دیکھی!۔ (گویا صلوٰۃ التسبیح مصائب ومشکلات کے لیے اکسیر اور مجرب نسخہ ہے)۔(۱)

کایہ پلٹ دُعا

حافظ ابوالحسن علی بن حمدان' مناقب شافعی میں رقم طراز ہیں کہ حضرت مزنی نے فرمایا: میں نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی زبانی یہ واقعہ سنا، وہ فرماتے ہیں کہ ایک

(۱) معجم کبیر طبرانی: ۱۶۱/۱۱۔ اس روایت میں طریقہ نماز ذرا سا مختلف ہے، اس لیے میں نے ترمذی شریف کی روایت کے مطابق وہ طریقہ نماز نقل کیا ہے جو ہندوپاک میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا رائج ہے۔ -چریاکوٹی-

شب خلیفہ ہارون الرشید نے ربیع کو میرے پاس بھیجا، جو بلا اِجازت آ کر میرے سر پر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ آپ بالکل اسی وقت میرے ساتھ چلیے۔

میں نے کہا: اللہ کے بندے! یہ کون سا وقت ہے اور وہ بھی بلا اِجازت! کیا تُک بنتا ہے؟، وہ کہنے لگے: میں کچھ نہیں جانتا، میں مجبور ہوں، مجھے کچھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ چلا، جب محل کے دروازے پر پہنچ گیا تو ربیع نے مجھ سے کہا: آپ یہیں ٹھہریئے اور خود اندر چلے گئے۔

ہارون الرشید نے پوچھا: وہ محمد بن ادریس شافعی کا کیا بنا؟، عرض کی: انھیں اپنے ساتھ ہی لے کر آیا ہوں۔ حکم ہوا: میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ میں ہارون الرشید کے قریب ہوا، اس نے میرے متعلق کچھ سوچا، پھر کہنے لگا: یا محمد! ہم نے آپ کو اَمان دی، آپ بخیریت واپس تشریف لے جائیں۔ اے ربیع! انھیں دس ہزار درہم کی نذر بھی پیش کرو۔

جب میں دربار سے نکلنے لگا تو ربیع نے مجھ سے کہا: خدا کی قسم! آپ نے اس شخص کو مسخر کرلیا ہے، بتائیں تو سہی کہ آپ نے کون سی دعا پڑھی تھی؟؛ کیوں کہ جس حال میں میں آپ کو لایا تھا، ایسا لگتا تھا کہ آتے ہی تلوار آپ کا کام تمام کردے گی۔

میں نے کہا: میں نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نافع سے اور وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سن کر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَحزاب کی دل ہلا دینے والی جنگ میں ایک دعا کو پڑھا تھا کہ جس کی برکت سے جنگ کا نقشہ ہی پلٹ گیا۔ وہ دعا یہ ہے :

اللّٰهُمَّ إِنِّي أعُوذُ بِکَ وَبِنُورِ قُدُسِکَ، وَبَرَکَةِ طَهَارَتِکَ، وَعِظَمِ جَلَالِکَ مِنْ كُلِّ طَارِقٍ إلَّا طَارِقاً يَطْرُقُ بِخَيْرٍ، اللّٰهُمَّ أنتَ غِيَاثِي فَبِکَ أغُوثُ، وَأنتَ عِيَاذِيْ فَبِکَ أعُوذُ، وَأنتَ مَلاذِي فَبِکَ ألُوذُ، يَا مَنْ ذَلَّتْ لَه رِقَابُ الجَبَابِرَةِ، وَخَضَعَتْ

لَـہ مَـقَـالِیْـدُ الـفَـرَاعِـنَۃِ، أجِـرْنِي مِنْ خِـزْیِکَ وَعُقُوبَتِکَ، وَاحْـفَـظْـنِـي فِـي لَیْلِي وَنَھَارِي وَنَومِي وَقَرَارِي، لاَإلٰہَ إلَّا أنْتَ تَـعْـظِیْـمًـا لِـوَجْھِکَ، وَتَکْرِیمًا لِسُبُحَاتِ عَرْشِکَ، فَاصْرِفْ عَـنِّـي شَرَّ عِبَادِکَ، وَاجْعَلْنِي فِي حِفْظِ عِنَایَتِکَ، وَسُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ، وَعُدْ عَلَيَّ بِخَیْرٍ یَا أرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .(۱)

یعنی اے اللہ! میں تیری، تیرے نورِ قدس، تیری برکت طہارت، اور تیرے جلالِ عظمت کی پناہ میں آتا ہوں ہر بلاے ناگہانی سے؛ بجز اس آزمائش کے جو خیر کی پیش خیمہ ہو۔ اے اللہ! تو ہی میرا مددگار ہے، سو میں تجھی سے مدد چاہتا ہوں۔ تو ہی میری پناہ گاہ ہے، سو میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے لیے وقت کے جابروں کی گردنیں جھک گئیں، اور وقت کے فرعونوں کی ہوائیاں اُڑ گئیں، مجھے اپنی رسوائی وسزا سے نجات عطا فرما، شب وروز اور نیند وبیداری میں میری حفاظت فرما، تو ہی معبودِ حقیقی ہے، ہر عظمت تیرے وجہِ کریم پر قربان ہے، تیرے عرش کی تسبیحیں تیرے تقدس کے گن گاتی ہیں، اپنے شریر بندوں کے شر کو مجھ سے دور فرما، مجھے اپنی عنایت وحفاظت کے حصار میں کرلے، اور مجھ پر خیر وکرم کا نزول فرما، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!۔

امام دیلمی نے عبدالاعلیٰ کے طریق سے انھوں نے حماد بن فضل بن ربیع سے، انھوں نے شافعی سے، انھوں نے مالک بن انس سے انھوں نے نافع سے اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن یہی دعا پڑھی تھی۔

(یہی واقعہ اَلفاظ کے ذرا سے اختلاف کے ساتھ یوں بھی آیا ہے) امام ابونعیمؔ خادم ہارون رشیدؔ فضل بن ربیع کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ایک دفعہ میں

(۱) طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ۲/۷۸۔

ہارون رشید کے دربار میں اس حال میں پہنچا کہ ان کے آگے چمکتی ہوئی تلواریں، چرمی فرش اور سزا دینے کے بہت سے آلات رکھے ہوئے تھے۔ یکایک میری طرف مخاطب ہوکر کہتے ہیں: جاؤ اس حجازی یعنی شافعی کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔

میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کہ آج اس شخص (امام شافعی) کا کام تمام ہوجائے گا۔ چنانچہ میں ان کے پاس پہنچا اور پیغام دیا کہ امیر المومنین نے آپ کو یاد کیا ہے۔آپ نے پوچھا: کیا دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت ملے گی؟۔ میں نے کہا: ہاں کیوں نہیں،شوق سے نماز پڑھ لیں۔ پھر انھیں لے کر میں دربارِ ہارون الرشید میں پہنچا۔

جب ہم نے پہلی دہلیز پر قدم رکھا تو امام شافعی نے اپنا ہونٹ ہلایا، یوں ہی جب دوسری دہلیز کی طرف بڑھے، پھر امام شافعی نے دبے ہونٹ کچھ پڑھا۔ پھر جب ہم ہارون رشید کے قریب آئے تو کیا ہوا کہ وہ تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا اور امام شافعی کو باحترام اپنی جگہ بٹھایا۔ جب کہ ہارون رشید کے درباری اس بات کے منتظر تھے کہ کب ان پر عذاب کا کوڑا پڑتا ہے؛ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا اور ہارون نے انھیں واپس جانے کا حکم دے دیا۔

ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اے فضل! ان کی سواری پر دس ہزار درہم بھی رکھ دو؛ چنانچہ حکم کی تعمیل میں میں نے اسے رکھ دیا۔اب جب لوٹ کر ہم دہلیز کے پاس واپس پہنچے تو مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ تو بتائیں کہ آپ نے کون سا نسخہ اِستعمال کیا کہ امیر المومنین کا غصہ نہ صرف ٹھنڈا پڑ گیا بلکہ خوش ہوکر انھوں نے آپ پر اتنی نوازش بھی کردی؟۔

میں نے کہا، دراصل میں نے یہ دعا پڑھ لی تھی :

(شَهِدَ اللّٰـهُ أَنَّـهُ لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ هُـوَ) اللّٰهُـمَّ إِنِّي أَعُـوذُ بِنُورِ قُـدُسِکَ، وَبَرَکَةِ طَهَارَتِکَ، وَبعظَمَة جَلَالِکَ مِنْ کُلِّ عَاهَةٍ

وآفَةٍ وَطَارِقِ الجِنّ وَالإنْسِ إلَّا طَارِقاً يَطْرُقُنِي بِخَيْرٍ يَا أرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ، اللّٰهُمَّ بِکَ مَلاذِي قَبْلَ أنْ ألُوذُ، وَبِکَ غِيَاثِي قَبْلَ أنْ أغُوثُ، يَا مَنْ ذَلَّتْ لَه رِقَابُ الفَرَاعِنَةِ، وَخَضَعَتْ لَه مَقَالِيْدُ الجَبَابِرَةِ، اللّٰهُمَّ ذِکْرُکَ شِعَارِي وَدِثَارِي، وَنومِي وَقَرَارِي، أشْهَدُ أنْ لَّاإلٰـهَ إلَّا أنْتَ اضْرِبْ عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِکَ، وَقِنِي بِرَحْمَتِکَ يَا رَحْمٰنُ .

یعنی ’اللہ نے اس بات پر گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں‘۔ اے اللہ! میں تیرے نورِقدس، تیری برکت طہارت، اور تیرے جلالِ عظمت کی پناہ میں آتا ہوں ہر آفت، مصیبت اور انس وجن کی طرف سے آنے والی بلاے ناگہانی سے؛ بجز اس آزمائش کے جو خیر کی پیش خیمہ ہو، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔ اے اللہ! قبل اس کے کہ میں تیری پناہ چاہوں تو پہلے ہی سے میری پناہ گاہ ہے، اور قبل اس کے کہ میں تیری مدد چاہوں تو پہلے ہی سے میرا مددگار ہے۔ اے وہ ذات جس کے لیے وقت کے فرعونوں کی گردنیں جھک گئیں، اور وقت کے جابروں کی ہوائیاں اُڑ گئیں۔ مولا! تیرا ذکر ہی میرا شعارِ بندگی، اور میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، مجھ پر اپنے حفظ وامان کے شامیانے تان دے۔ اور اے رحمٰن! مجھے اپنے فضل وکرم سے اپنی پناہ میں رکھ۔

فضل بن ربیع کہتے ہیں کہ میں نے اس دعا کو لکھ کر اپنی چادر کے اندر رکھ لیا۔ ہارون رشید کا معمول یہ تھا کہ وہ اکثر مجھ پر ناراض ہو جایا کرتے تھے، پھر کیا ہوا کہ جب بھی میں انھیں غضبناک دیکھتا، اپنی چادر کو اُن کے چہرے کی طرف حرکت دیتا، تو اس کی برکت سے اُن کا غصہ فوراً رفو چکر ہو جاتا، اور مجھ سے خوش ہو جاتے۔

دعاے رفع عیسیٰ علیہ السلام

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک ایسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں جس میں کچھ مجہول راوی بھی ہیں کہ جب یہود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے، تو فوراً حضرت جبرئیل اُن کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ آپ یہ کلمات اپنی زبان سے اَدا کریں :

اَللّٰهُمَّ إنِّي أسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الوَاحِدِ الاَحَدِ، أدْعُوکَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ الصَّمَدِ، أدْعُوکَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ العَظِيْمِ الوَتْرِ الَّذِيْ مَلأَ الارْکَانَ کُلَّهَا، إلَّا مَا فَرَّجْتَ عَنِّي مَا أمْسَيْتُ فِيْهِ وَمَا أصْبَحْتُ فِيْهِ .

یعنی اے اللہ! میں تیرے صفتی نام 'الواحدالاحد' کے طفیل سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے اسم 'الصمد' کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے مفرد نام 'العظیم' کے ذریعہ دعا کرتا ہوں کہ جس کے فیضان سے (عرش وفرش کے) سارے ارکان معمور ہیں، دیکھ کہ میری شام وصبح کس حال میں ہورہی ہے! لہٰذا اَب میری مشکل کو آسان کردے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کلمات کے ذریعہ جب دعا کی تو اللہ کی طرف سے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ میرے بندے عیسیٰ کو میری طرف اُٹھالو۔ (۱)

(۱) تاریخ مدینۃ دمشق: ۴۷/۴۷۲...... تاریخ بغداد: ۱۱/۳۷۹...... الموضوعات: ۳/۱۷۱...... اللآلی المصنوعۃ: ۲/۲۹۳۔

تیرے وعدے سچے

قاسم بن صَصَری نے اپنی'امالی' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے وہب بن منبہ سے پوچھا: جوکتابیں تمہارے زیرمطالعہ رہتی ہیں کیاتم ان میں کوئی ایسی مستجاب دعا بھی پاتے ہو جسے پڑھ کر مصیبت کے وقت نجات پائی جاسکے؟۔کہا: ہاں، یہ دعا :

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُکَ یَا مَنْ یَّمْلِکُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمَایِرَ الصَّامِتِیْنَ فَإِنَّ لِکُلِّ مَسْأَلَةٍ مِنْکَ سَمْعًا حَاضِرًا وَجَوَابًا عَتِیْدًا وَلِکُلِّ صَامِتٍ مِنْکَ عِلْمًا مُحِیْطًا بَاطِنًا، مَوَاعِیْدُکَ الصَّادِقَةُ، وَأَیَادِیْکَ الفَاضِلَةُ، وَرَحْمَتُکَ الوَاسِعَةُ أَنْ تَفْعَلَ بِي کَذَا وَکَذَا .

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے وہ ذات! جس کے دست قدرت میں سائلین کی ضرورتوں کا سامان موجود ہے،اور جسے خاموش رہنے والوں کے دل کی باتیں بھی معلوم ہیں؛ کیوں کہ ہر مانگنے والے کی تو سنتا ہےاور اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ یوں ہی ہر خاموش کا پورا پورا علم بھی تجھے ہے، تیرے وعدے سچے، تیرے ہاتھ سخی، تیری رحمت بے پایاں، اے خدا! میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: یہ ایک ایسی دعا ہے جسے مجھے خواب میں بتایا گیا تھا، اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی اسے اتنے بہتر طریقے سے پیش کرسکے گا۔(۱)

(۱) المجالسۃ وجواہر العلم:۱/۵۳۳، رقم:۲۴۷۰...... تاریخ الطبری:۶/۵۳۸...... المستطرف فی کل فن مستظرف:۱/۴۷۹۔

طریقہ صلوٰۃ الفرج

ابوالحسین احمد بن قاضی ابوالحسن علی بن الرشید بن زبیر کے 'مجموع' میں میں نے 'صلوٰۃ الفرج' کا طریقہ لکھا ہوا دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تجھے کوئی اہم معاملہ درپیش ہو، تو خوب اچھی طرح طہارت کر، پھر دو یا چار رکعت نماز پڑھ، اور نماز کے اخیر میں یوں دعا کر :

اللّٰھُمَّ یَا مَوضِعَ کُلِّ شَکْوَی، وَیَا سَامِعَ کُلِّ نَجْوَی، وَیَا شَاھِدَ کُلِّ بَلْوَی، وَیَا مُنْجِی مُوسیٰ علیه السلام ومُصْطفی مُحَمَّدٍ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم أدْعُوکَ دُعَاءَ مَنْ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهُ، وَضَعُفَتْ قُوَّتُهُ وَقَلَّتْ حِیْلَتُهُ، دُعَاءَ الغَرِیْبِ الغَرِیْقِ المُضْطَرِّ الَّذِیْ لاَ یَجِدُ لِکَشْفِ مَا هُوَ فِیْهِ إلَّا أنْتَ، یَا أرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اکْشِفْ مَا بِي وَادْفَعْ عَنِّي کَذَا وکَذَا .(۱)

یعنی اے پروردگار! اے ہر شکایت پہنچنے کے مرکز! اے ہر سرگوشی سننے والے! اے ہر مصیبت کا مشاہدہ کرنے والے! اے ہر راز کو جاننے والے! اے ہر مشکل کو چھانٹنے والے! اے حضرت موسیٰ کو (سمندر سے) نجات دینے والے! اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (ان کے دشمنوں سے حفاظت کرنے والے!) میں تجھ سے اس شخص کی مانند دعا کررہا ہوں جس کی تنگ دستی حد سے سوا ہوگئی، جس کی طاقت گھٹ گئی، اور جس کی تدبیر ناکام ہوگئی، اس بے چارے ڈوبنے والے مسکین کی طرح جو اپنی مصیبت میں تیرے سوا کسی کو مددگار نہیں پاتا، تو اے ارحم الراحمین! میری مشکلیں آسان کردے اور میری آفات وبلیات کو دفع فرما۔

(۱) المستطرف فی کل فن مستظرف: ۱/۳۸۴۔

جب کوئی عظیم معاملہ درپیش ہو

میں نے امام محیی الدین عبدالقادر قرشی حنفی کے اپنے ہاتھوں لکھے 'تذکرہ' میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں: جسے کوئی عظیم معاملہ درپیش ہو، اور بظاہر اس کے اسباب بھی نہ ہوں، تو ایسا شخص اپنا معاملہ اللہ کی بارگاہ میں اُٹھا رکھے، اور بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد ذیل کی دعا کسی کاغذ پر لکھ کر دریا بُرد کردے :

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم، سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِيْن، مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ، لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّى كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نَزَلَ بِي مِنْ أَمْرٍ كَذَا وَكَذَا فَاجْعَلْ لِي مِنْهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ .

یعنی اللہ رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع۔ الیاسین پر سلامتی ہو۔ مجھے تکلیف چھورہی ہے، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، بیشک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور ہم نے انہیں غم سے نجات بخشی، اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔ اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ مجھ پر کیسا عظیم معاملہ آپڑا ہے، تو اسے میرے لیے آسان کر اور اس سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا فرمادے، بے شک تجھے ہر چیز پر کامل قدرت حاصل ہے۔ اور محمد اور آلِ محمد پر صلوٰۃ وسلام نازل فرما۔

دریا میں ڈالتے وقت یہ کہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا ماجرا ہے۔ اور تین بار 'لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم' پڑھے۔

اور اِرادہ بدل گیا

اسی کے اندر یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضراتِ علی وعثمان کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟۔آپ نے فرمایا: میں اس انسان کی بات دوہرارہاہوں جواس شخص کے نزدیک مجھ سے بہتر ہے جوخودتم سے بدتر ہے۔سنو،فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا :

مَا بَالُ الْقُرُونِ الْاُوْلیٰ، قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتٰبٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسیٰ ۝ (سورۂ طٰہٰ:۲۰/۵۱،۵۲)

(فرعون نے) کہا: تو (ان) پہلی قوموں کا کیا حال ہوا (جوتمہارے رب کو نہیں مانتی تھیں؟)۔(موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا: ان کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں (محفوظ) ہے، نہ میرا رب بھٹکتا ہےاور نہ بھولتا ہے۔

لہٰذا حضراتِ علی وعثمان کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔یہ سن کر حجاج نے کہا: اے ابوسعید! آپ یقیناً کاروانِ علم کے سرخیل ہیں۔پھراس نے مرکب خوشبومنگوا کران کی داڑھی میں لگوائی۔پھر جب حضرت حسن بصری دربار سے نکل کر جانے لگے تو دربان دوڑتا ہوا آپ کے پیچھے آیا اور کہنے لگا: اے ابوسعید! میری آنکھیں یہ کیا دیکھ رہی ہیں؟، خدا کی قسم! حجاج نے آپ کواس لیے نہیں بلوایا تھا بلکہ وہ تو چمڑے کا فرش اورتلوار منگا کر اپنے پاس رکھے ہوا تھا کہ آتے ہی آپ کا کام تمام کردے۔لیکن جب آپ دربار میں تشریف لائے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ہونٹ حرکت میں تھے، بتائیں تو سہی کہ آپ نے کیا پڑھ لیا تھا۔فرماتے ہیں کہ میں نے اس دعا کاورد کرلیا تھا :

يَا غِيَاثِي عِنْدَ كُرْبَتِي، وَيَا صَاحِبِي عِنْدَ شِدَّتِي، وَيَا وَلِيَّ نِعْمَتِي، وَيَا إِلٰهِي وَإِلٰهَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَاسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ ارْزُقْنِي مَوَدَّتَهُ، وَاصْرِفْ عَنِّي أَذَاهُ وَمَعَرَّتَهُ .

یعنی اے مصیبت کے وقت میری مدد فرمانے والے! اے ضرورت کے وقت میرے کام آنے والے! اے میری نعمتوں کے والی! اے میرے مالک ومولا، اور اے ابراہیم واسماعیل اور اسحٰق ویعقوب کے رب! آج اس کا دل میرے لیے موم کردے، اور اس کی شرارت وبے حمیتی سے مجھے نجات عطا فرما۔

چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل وکرم سے ایسا ہی کردیا۔

ایک اِلہامی مجرب دعا

اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عطا سلیمی فرماتے ہیں: میں کوئی ایک سال تک بارگاہِ الٰہیہ میں سوال گزارتا رہا کہ مجھے اس کے اسما میں سے کچھ ایسے ناموں کا علم ہوجائے جن کے ذریعہ میں اپنی حاجت کے وقت دعا کرسکوں۔ تو ایک شب میں اپنی مسجد میں تھا کہ اچانک مجھ پر جیسے کسی روشنی کا ورود ہوا، اور اسی لمحے میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ کلمات اللہ کی طرف سے القا ہوئے ہیں :

یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا اللّٰہُ یا رَحمٰنُ یا نُورُ یا ذَا الجَلالِ والإکرَامِ .

فرماتے ہیں کہ جب بھی میں نے اس کے ذریعے سے دعا کی، میری مشکل آسان ہوگئی اور میرے مسائل کا حل نکل آیا۔

اسی کتاب میں یہ قول بھی درج ہے :

أقرب ما یکون العبد من الفرَج إذا اشتد البلاء .

یعنی آدمی کشائش سے اس وقت زیادہ قریب ہوتا ہے جب وہ سخت بلا میں گرفتار ہو۔

مشہور مثل ہے :

مسئلہ پیچیدہ ہونے دو؛ خود ہی حل نکل آئے گا۔

جب انسان گرفتارِ بلا ہوتا ہے تو اس وقت رحمت وکشائش اس لیے اُترتی ہے کہ وہ حالت اضطرار اور حددرجہ پریشانی میں ہوتا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن میں اصحابِ اضطرار کی دعا اور ان سے پریشانی دور کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جب کہ دعا کرنے والے سے محض اُس دعا کی اِجابت کا وعدہ ہے۔

گرتوں کو تھامنے والے!

امام ابوعبداللہ ابن النعمان کی کتاب 'مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام' میں تحریر ہے کہ خلیفہ مہدی ایک شب چین کی نیند سو رہا تھا کہ اچانک گھبرا کر اُٹھ بیٹھا، اور داروغہ جیل کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ آیا تو اس نے کہا کہ جلدی سے جا کر اُس علوی شخص کو رہا کردو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

پھر جب وہ علوی باہر آیا اور گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو داروغہ جیل نے پوچھا: قسم بخدا! مجھے بتائیں کہ آپ کی رہائی کا راز کیا ہے، آخر کس چیز نے امیر المومنین کو اس پر آمادہ کردیا؟۔ علوی نے کہا: دراصل واقعہ یہ ہے کہ میں سویا ہوا تھا، رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: پیارے بیٹے! کیا ان لوگوں نے تم پر زیادتی کی ہے؟۔ میں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہ!۔

فرمایا: اُٹھو اور دو رکعت نماز اَدا کرنے کے بعد یہ دُعا پڑھو :

يَا سَابِقَ الفَوتِ، وَيَا سَامِعَ الصَّوتِ، وَيَا كَاسِيَ العِظَامِ بَعْدَ الـمَـوتِ، صَـلِّ عَـلَى مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ آلِ مُحَمَّدٍ، وَاجْعَلْ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً وَمَخْرَجًا، إِنَّكَ تَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَتَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ .

یعنی اے فوت سے سبقت لے جانے والے! اے آواز کو سننے والے! اے مرنے کے بعد ہڈیوں میں جان ڈالنے والے! محمد اور آل محمد پر درود نازل فرما۔ اور میری اِس مشکل کو آسان فرما کر اس سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دے۔ بے شک تجھے ہر چیز کا علم ہے، میں تو کچھ بھی نہیں جانتا، تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میری اپنی بساط ہی کیا ہے، تو چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جاننے والا ہے۔

کہتے ہیں: یہ حکم سنتے ہی میں فوراً اُٹھا اور اس دعا کی تکرار کرنے لگا؛ یہاں تک کہ میری رہائی کا آرڈر آ گیا۔

پانچ بابرکت آیتیں

بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ عزیز باللہ نے شریف بن طباطبا کو گرفتار کر لیا اور ان پر سپاہی مقرر کر دیے۔ جب کچھ رات ہوئی تو انھوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ نے پوچھا: کیا عزیز نے تم پر پہرے بٹھا دیے ہیں؟۔ میں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ۔

فرمایا: تو پھر وہ پانچ آیات کی تلاوت کیوں نہیں کر لیتے کہ جس کو پڑھتے ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ پریشانیوں کے بادل چھانٹ دیتا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ خمس آیات کون سی ہیں؟۔ فرمایا، اِرشاد باری تعالیٰ :

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ، الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيْبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْـهِ رٰجِعونَ أُولٰئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ o (سورۂ بقرہ:۲/۱۵۵تا۱۵۷)

اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں۔ جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بیشک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی

طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے پے در پے نوازشیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

نیز یہ اِرشادِ باری تعالیٰ :

الَّـذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَـزَادَهُـمْ إِيْـمَـانـاً وَقَـالُـواْ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، فَانقَلَبُواْ بِـنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُواْ رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ o (سورۂ آل عمران:۳/۱۷۳، ۱۷۴)

(یہ) وہ لوگ (ہیں) جن سے لوگوں نے کہا کہ مخالف لوگ تمہارے مقابلے کے لیے (بڑی کثرت سے) جمع ہو چکے ہیں سو ان سے ڈرو، تو (اس بات نے) ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور وہ کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا اچھا کارساز ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ واپس پلٹے انہیں کوئی گزند نہ پہنچی اور انہوں نے رضائے الٰہی کی پیروی کی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

نیز یہ اِرشادِ باری تعالیٰ :

وَأَيُّوبَ إِذْ نَـادَى رَبَّـهُ أَنِّـيْ مَسَّـنِـيَ الضُّـرُّ وَأَنـتَ أَرْحَمُ الـرّٰحِـمِيْـنَ ، فَـاسْتَـجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِن ضُرٍّ وَاٰتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُـم مَّـعَهُـمْ رَحْـمَةً مِّنْ عِـنـدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعَابِدِيْنَ o (سورۂ انبیاء:۲۱/۸۳، ۸۴)

اور ایوب (علیہ السلام کا قصہ یاد کریں) جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف چھو رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور انہیں جو تکلیف (پہنچ رہی) تھی سو ہم نے اسے دور کر دیا اور ہم نے انہیں ان کے اہل وعیال (بھی) عطا فرمائے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور (عطا فرما دیے)، یہ ہماری طرف سے خاص رحمت اور عبادت گزاروں کے لیے نصیحت ہے (کہ اللہ صبر وشکر کا اجر کیسے دیتا ہے)۔

نیز یہ اِرشادِ باری تعالیٰ :

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِباً فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِيْ الظُّلُمٰتِ أَن لَّا إِلٰـهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحٰنَکَ إِنِّيْ کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنجِيْ الْمُؤْمِنِيْنَ o (سورۂ انبیاء:۲۱/۸۷،۸۸)

اور ذوالنون (مچھلی کے پیٹ والے نبی یونس علیہ السلام کو بھی یاد فرمایئے) جب وہ (اپنی قوم پر) غضبناک ہوکر چل دیے پس انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ ہم ان پر (اس سفر میں) کوئی تنگی نہیں کریں گے پھر انہوں نے (دریا، رات اور مچھلی کے پیٹ کی تہہ در تہہ) تاریکیوں میں (پھنس کر) پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے، بیشک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور ہم نے انہیں غم سے نجات بخشی، اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

نیز یہ اِرشادِ باری تعالیٰ :

فَسَتَذْکُرُونَ مَا أَقُولُ لَکُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيْ إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ، فَوَقَاهُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِ مَا مَکَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ o (سورۂ غافر:۴۰/۴۴،۴۵)

سو تم عنقریب (وہ باتیں) یاد کرو گے جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔ پھر اللہ نے اسے ان لوگوں کی برائیوں سے بچالیا جن کی وہ تدبیر کر رہے تھے اور آلِ فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔

چنانچہ بیدار ہوکر میں نے ان آیتوں کو یاد کیا، اور ان کا ورد کیا تو صبح ہوتے ہی میرا راستہ چھوڑ دیا گیا اور مجھے بلا روک ٹوک رہائی نصیب ہوگئی۔ اس وقت مجھے پتا چلا کہ یہ پانچ آیتیں کیسی بابرکت اور اکسیر اعظم ہیں۔

ناراضگی جب خوشی سے بدل گئی

تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ خلیفہ منصور نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین پر کچھ زیادتی کی تو انھوں نے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھی :

اللّٰهُمَّ بِکَ اسْتَفْتِحُ، وَبِکَ اسْتَنْجِحُ، وَبِمُحَمَّدٍ عَبدِکَ وَرَسُولِکَ أتَوَسَّلُ، اللّٰهُمَّ سَهِّلْ حَزُونَتَه، وَذَلِّلْ لِي صُعُوبَتَه، وأعْطِنِي مِنْ الخَيْرِ أكْثَرَ مِمَّا أرْجُو، وَأصْرِفْ عَنِّي مِنَ الشَّرِّ أكْثَرَ مِمَّا أخَافُ .

یعنی اے پروردگار! تجھی سے میں مدد چاہتا ہوں اور تجھی سے میں کامیابی کا طالب ہوں۔ تیرے محبوب بندے اور رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تجھے وسیلہ دیتا ہوں۔ اے اللہ! اس کی سختیاں مجھ پر آسان کر، اس کی صعوبتیں میرے لیے خفیف کر، مجھے میری اُمید سے زیادہ بھلائی نصیب فرما، اور میرے خوف سے زیادہ مجھے برائیوں سے محفوظ فرما۔

چنانچہ جب خلیفہ منصور ان کے پاس سے گزرا تو ان سے خصوصی ملاقات کی اور بہت ہی عزت وتکریم سے پیش آیا۔

دعاے کشادگی

امام دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے تھے کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد کے ذریعہ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ 'کشادگی' ہے :

اللّٰهُمَّ احْرُسْنِي بِعَيْنِكَ الَّتِي لاَ تَنَامُ ، وَاكْنُفْنِي بِرُكْنِكَ الَّذِي لاَ يُضَامُ ، وَارْحَمْنِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ ، وَلاَ أَهْلَكُ وَأَنْتَ رَجَائِي ، كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِي ، وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِي بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِي ، فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعَمِهِ شُكْرِي فَلَمْ يَحْرِمْنِي ، وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهِ صَبْرِي فَلَمْ يَخْذُلْنِي ، وَيَا مَنْ رَآنِي عَلٰى الخَطَايَا فَلَم يَفْضَحْنِي، أَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وعَلى اٰلِ محمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلىٰ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى دِيْنِي بِدُنْيَايَ ، وعَلٰى اٰخِرَتِي بِتَقْوَايَ ، وَاحْفَظْنِي فِيْمَا غِبْتُ عَنْهُ ، وَلاَ تَكِلْنِي إِلٰى نَفْسِي فِيْمَا حَضَرْتُهُ ، يَا مَنْ لاَ تَضُرُّه الذُّنُوبُ وَلاَ تَنْقُصُهُ المَغْفِرَةُ ، هَبْ لِي مَالاَ يَضُرُّكَ ، وَاغْفِرلِي مَالاَ يَنْقُصُكَ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فَرَجاً قَرِيْبًا ، وَصَبْرًا جَمِيْلًا، وَأَسْأَلُكَ العَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ، وَأَسْأَلُكَ دَوَامَ عافيتِكَ، وَأَسْأَلُكَ الغنىٰ عن الناس، وَأَسْأَلُكَ السَّلاَمَةَ مِنْ كُلِّ شَيئٍ، وَلاَحولَ وَلاَقُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ .

یعنی اے پروردگار! اپنی نیندنا آشنا آنکھ کے صدقے ہماری حفاظت فرما۔اور اپنی مضبوط پناہ میں لے لے جوکبھی کمزور نہیں پڑتی۔تو مجھے عذاب دینے پر بھی قادر ہے؛ مگر اپنی رحمت سے مجھے معاف فرمادے، میں اس وقت تک برباد نہیں ہوسکتا جب تک کہ تجھ سے امید وابستہ رکھوں۔مولا! تو نے مجھ پر کتنی نعمتوں کی برسات فرمائی، مگر میں نے ان کی کچھ بھی قدر نہ کی، اور نہ زبانِ شکر کھولی۔تو نے مجھے کتنی آزمائشوں میں ڈالا؛ مگر ایسے مشکل وقت میں بہت کم ہی میں نے صبر سے کام لیا۔اے وہ ذات کہ جس کی طرف سے بھیجی گئی آزمائشوں پر میں نے معمولی سے صبر سے کام لیا لیکن اس کے باوجود اس نے مجھے رسوانہ ہونے دیا۔

اے وہ ذات جس نے مجھے گناہ کرتے دیکھا مگر اپنے کرم سے شرم وفضیحت سے مجھے محفوظ رکھا۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پاک پر رحمتیں نازل فرما، جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت وبرکت نازل فرمائی تھی۔ بے شک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔ اے میرے مالک ومولا! میری دنیا کو میرے دین کے اور میرے تقویٰ کو میری آخرت کے سنوار نکھار کا ذریعہ بنادے۔ نادیدہ مصائب سے میری حفاظت فرما۔اور جو کچھ میرے پاس موجود ہے اسے میرے نفس کے بھروسے پر نہ چھوڑ۔ اے وہ ذات! گناہ جس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے، اور نہ اس کے بحر مغفرت سے کچھ کم کرسکتے ہیں؛ لہٰذا مولا مجھے بخش دے کہ اس سے تیرا کچھ بھی نہ بگڑے گا، اور مجھے نواز دے کہ اس سے تیری رحمت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوگی۔ اے پروردگار! میں تجھ سے جلد ملنے والی آسانی، اور صبر جمیل مانگتا ہوں۔ یوں ہی ہر مصیبت سے نجات، ہمیشگی کی عافیت، لوگوں سے بے نیازی، اور ہر ضرر رساں چیز سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔ نہ برائی سے بچنے کی ہمت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت؛ مگر اللہ علی وعظیم کی توفیق سے۔

مدتِ قید ختم ہوئی

خرائطی نے 'مکارم الاخلاق' میں حضرت عبداللہ بن علقمہ طائی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت یوسف علیہ السلام جیل کے اندر تھے۔ ایک روز حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس قید خانے میں پہنچے اور کہا: میں آپ کے پاس کچھ ایسے کلمات سکھانے کے لیے آیا ہوں کہ اگر آپ ان کے ذریعہ سے دعا فرمائیں تو شاید وہ آپ کے لیے نفع رساں ثابت ہوں، اور اللہ آپ کو اس سے نجات عطا فرمادے، تو یوں کہیے :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِی مِنْ كُلِّ هَمٍّ يُهِمُّنِي فَرَجاً وَمَخْرَجاً ، وَارْزُقْنِی مِنْ حَيْثُ لاَ أَحْتَسِبُ .

یعنی اے پروردگار! جو کچھ غم والم مجھے پہنچے ہیں تو میرے لیے ان کو آسان کر اوران سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا فرما دے، اور مجھے بے گمان رزق عطا فرما۔(۱)

متوقع اور غیر متوقع

خطیب بغدادی اور ابن عسا کر نے حضرت عائشہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس چیز کی اُمید نہیں کی جاتی وہ اُس سے جلدی مل جاتی ہے جس کے لیے کوئی پُر اُمید ہوتا ہے۔ دیکھو نا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام آگ کی تلاش کی اُمید پر نکلے تھے؛ لیکن اُدھر سے پلٹے تو عظمت نبوت کا تاج ان کے سر پر سجا ہوا تھا۔

(نواب اَمین الدولہ مہؔر نے اپنے اس مشہورِ زمانہ شعر میں شاید اسی مفہوم کا عکس اُتارنے کی کوشش کی ہے۔

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے اَحوال
کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے)

امام سیوطی علیہ الرحمہ نے یہاں تک وہ واقعات وغیرہ بیان کیے ہیں جن میں مختلف دعاؤں کا سہارا لے کر ایک اِنسان اپنی مشکلیں بارگاہِ خداوندی میں پیش کر کے اُن سے چھٹکارا حاصل کرسکتا ہے۔ اس کتاب کے ترجمے کا مقصد یہی تھا کہ قارئین کو بہت سی تقدیر بدل، تیر بہدف، اور مجرب دعائیں ہاتھ آ جائیں، جن سے وہ مصائبِ دہر ومسائلِ روزگار کو حل کرنے میں مدد لے سکیں۔ اب اس کے بعد اخیر کتاب تک وہ اَشعار بیان کیے گئے ہیں جو مشکل کے بعد آسانی آنے کے تعلق سے شعراے عرب کی جودتِ طبع کے کارنامے ہیں، جن کا ترجمہ قصداً ترک کر دیا گیا ہے؛ کیوں کہ وہ ہمارے قارئین کے لیے اتنے فائدہ مند نہیں، جنھیں طلب وشغف ہو وہ اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ -چڑیاکوٹی-

(۱) مکارم الاخلاق خرائطی: ۳/۷۶، رقم: ۹۹۵۔

مترجم کتاب 'مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی' کی مایۂ ناز تصانیف

وقت ہزار نعمت

وقت' ایک عظیم نعمت اور خداوند قدوس کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے؛ بلکہ یہ سمجھیں کہ اِس دنیا میں ایک شخص کی کل پونجی اُس کا وقت ہی ہے؛ لہٰذا وقت کو ضائع کرنا عمر گنوانے کے مترادف ہے۔ یاد رہے کہ ہر بڑے آدمی کی بڑائی اور مشہور شخصیات کی شہرت کا راز یہی وقت کی قدردانی ہے۔ وقت کی قدر و قیمت کا اِحساس جگانے اور زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنا دینے والی ایک منفرد اور بیش بہا کتاب۔ صفحات:184۔ قیمت:

مرنے کے بعد کیا بیتی؟

یہ کتاب دراصل پس اِنتقال خواب میں دیکھے جانے والوں کے کوائف واَحوال پر مشتمل ایک منفرد المثال وجد آفریں مجموعہ ہے۔ اِس کتاب کا ہر ہر واقعہ اور مرنے والوں کی ایک ایک بات' عبرت آموز ونصیحت خیز ہے۔ پڑھتے پڑھتے کہیں آپ اَشک بار ہو جائیں گے تو کہیں تبسم زیرلب سے شادکام ہوتے نظر آئیں گے۔ یہ واقعات جہاں ہمیں اپنی اِصلاح کی دعوت دیتے ہیں وہیں آخرت کی یاد بھی دلاتے ہیں۔ صفحات:264۔ قیمت:

موت کیا ہے؟

اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، یہ کتاب اُن پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے۔ مرنا چوں کہ ہر ایک کو ہے اِس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے۔ کائنات کی بقیہ چیزوں میں اِختلاف کے شوشے تو نکال لیے جاتے ہیں؛ مگر موت ایک ایسی حقیقت ہے جس کی بابت کیا مولوی، کیا حکیم، کیا فلسفی، کیا منطقی کسی کو کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔ صفحات:88۔ قیمت:

بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کہانیوں کے ساتھ

﴿چالیس حدیثیں﴾

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں۔ زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ بڑا ہی نازک موڑ ہوتا ہے۔ عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بیش بہا تحفہ دراصل اسی لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک قابل رشک زندگی کی تعمیر میں وہ اس سے روشنی حاصل کرسکیں، اور قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ بن سکیں۔ دنیاے اُردو میں اپنے رنگ وآہنگ کی منفرد کتاب۔ صفحات:96۔ قیمت:

علامہ ابن جوزی -۵۹۷ھ- کی دِل اَفروز نصیحت

﴿اپنے لخت جگر کے لیے﴾

یہ کتاب 'سمندر در کوزہ' کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اپنے بیٹے کو کچھ نصیحتیں کی تھیں، انھیں کو اُردو کا جامہ پہنادیا گیا ہے۔ کتاب میں کیا ہے یہ تو پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا؛ تاہم نصیحت کا انداز کچھ یوں ہے: بیٹے! حدیث پاک کے مطابق 'سبحان اللہ وبحمدہٖ' پڑھنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ لگادیا جاتا ہے، اَب ذرا سوچو کہ زندگی کے قیمتی لمحات کو برباد کرنے والا کتنے بہشتی باغات کھو بیٹھتا ہے!۔ صفحات:48۔ قیمت:

﴿کاش! نوجوانوں کو معلوم ہوتا﴾ اَز: محمد افروز قادری چریاکوٹی

نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں۔ وہ چاہیں تو اپنے حُسنِ عمل اور جذبۂ خیر وصلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنادیں، اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ ملاحظہ فرمائیں ایک چشم کشا اور اِنقلاب آفریں تحریر دل پذیر۔ صفحات: 48۔ قیمت:

ملنے کا پتہ: نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، پانڈے کٹرا، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا 276129

چالیس حدیثیں
₹ 50.00
KAMAL BOOK DEPOT
Near Madarsa Shamsul Uloom
Ghosi, Distt. Mau (U.P.) INDIA
Mob.: 9935465192